REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۲ — شمارہ ۲۱

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر :- مُنیر احمد خادم

نائب ایڈیٹر :- قریشی محمد فضل اللہ ۔ محمد نسیم خان ۔

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک :-
بذریعہ ہوائی ڈاک :- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک :- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان ۱۴۳۵۱۶

۵ ذوالحجہ ۱۴۱۳ ہجری — ۲۷ ہجرت ۱۳۷۲ ہش — ۲۷ مئی ۱۹۹۳ء

اخبارِ احمدیہ

لنڈن ۲۱ ہجرت (مئی) - (ایم ۔ ٹی ۔ اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں حضور اقدس ان دنوں یورپ کے دورہ پر ہیں ۔ آئندہ جمعہ حضور انور فرینکفرٹ (جرمنی) میں پڑھائیں گے ۔ اور وہیں سے بذریعہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ خطبہ جمعہ ٹیلی کاسٹ کیا جائے گا ۔ اسی روز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اجتماع خدام الاحمدیہ جرمنی کا بھی افتتاح فرمائیں گے ۔

احبابِ جماعت حضور انور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی، سفر میں خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں ۔

دردِ جس سے خُدا راضی ہو اُس لذّت سے بہتر ہے جس سے خُدا ناراض ہو

کلماتِ طیبات سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"نفسانی جذبات کو بکلی چھوڑ کر خُدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو ۔ دُنیا کی لذّتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خُدا سے جُدا کرتی ہیں ۔ اور خُدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو ۔ دردِ جس سے خُدا راضی ہو اُس لذّت سے بہتر ہے جس سے خُدا ناراض ہو جائے ۔ اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اُس فتح سے بہتر ہے جو موجبِ غضبِ الٰہی ہو ۔ اُس محبّت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے ۔ ...... انسان کو اُس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدمِ صدق نہیں رکھتا ۔ دیکھو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاکت شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دُنیا کی ملونی رکھتا ہے اور اُس نفس سے جہنم بہت قریب ہے جس کے تمام ارادے خدا کے لئے نہیں ہیں ۔ بلکہ کچھ خدا کے لئے اور کچھ دُنیا کے لئے ۔ پس اگر تم دُنیا کی ایک ذرہ بھی ملونی اپنے اغراض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں عبث ہیں ۔"

(الوصیّت صفحہ ۹-۱۰)

خُلاصہ خطبہ عید الفطر

مَیں دُنیا کی تمام مظلوم قوموں کو خواہ وہ مُسلمان ہوں یا غیر مسلم یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ کی پناہ سب کے لئے موجود ہے

جو مظالم کے وقت اللہ کو اپنا ربّ بنا لیتا ہے اُسے ایمان کا اعلیٰ درجہ نصیب ہوتا ہے

لنڈن ۲۱ مئی (ایم ۔ ٹی ۔ اے) چونکہ ان دنوں سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ دورۂ یورپ پر ہیں لہٰذا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک پیغام کے ساتھ حضور انور کا عید الفطر کا خطبہ ٹیلی کاسٹ کیا گیا ۔

حضور پُر نور نے بعض جماعتوں اور مجالس کو جہاں اجتماعات اور شوریٰ کا انعقاد ہو رہا تھا اپنا خصوصی پیغام دیا جو کہ محترم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد نے پڑھ کر سُنایا ۔

حضور انور نے اپنے بابرکت پیغام میں فرمایا کہ وہ جماعتیں یا مجالس جہاں اجتماعات منعقد ہو رہے ہیں ۔ اور اُن کی خواہش ہے کہ آج کے خطبہ میں میں ان کا ذکر کروں اُن کے لئے عید الفطر کے خطبے کے ساتھ جو آج جمعے کے خطبے کی بجائے سُنایا جا رہا ہے اپنا پیغام شامل کر رہا ہوں ۔

حضور پُر نور نے اپنے بصیرت افروز پیغام میں سب سے پہلے انگلستان کی جماعت کی مجلسِ شوریٰ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ شوریٰ انگلستان میں بہت عمدگی سے مستحکم ہو چکی ہے ۔ شروع میں لاعلمی اور ناتجربہ کاری کے نتیجے میں شوریٰ کی روایات کے خلاف کچھ باتیں ہو جاتی تھیں ۔ لیکن چونکہ بالارادہ ان کا ارتکاب نہیں ہوتا تھا اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل فرمایا اور بہت تیزی سے جماعت کی اصلاح فرمائی ۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ہر جماعت میں ہونے والی مجلسِ شوریٰ کو برکت دے اور ہمیشہ یہ ادارہ سلسلہ کی اعلیٰ اور عظیم روایات کے مطابق ہر ملک میں جاری رہے ۔

حضور اقدس نے فرمایا کہ کینیڈا کے ایسٹ ریجن میں خدام کا نیشنل اجتماع آج شروع ہو رہا ہے ۔ امریکہ میں ساؤتھ ریجن میں خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کا ریجنل اجتماع اور لجنہ اماء اللہ بوسٹن کا ریجنل اجتماع منعقد ہو رہا ہے ۔ یہ تینوں اجتماع ۲۲، ۲۳ مئی بروز ہفتہ اتوار شروع ہو رہے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان سب اجتماعات کو بھی برکت دے ۔ اور تمام شمولیت کرنے والوں کی جان مال عزت اور رزق میں برکت دے ۔ حضور انور نے اجتماع میں شمولیت کرنے والوں کو فرمایا کہ آپ نے اپنے علاقوں میں بڑے بڑے کام کرنے ہیں ۔ اُن کی فکر ہمیشہ آپ کو لگی رہنی چاہیئے ۔

خُلاصہ خطبہ عید الفطر
۲۵ مارچ ۱۹۹۳ء

سیّدنا حضرت امیر المومنین کا امسال کا خطبہ عید الفطر اس لحاظ سے تاریخی اہمیت کا حامل تھا کہ اس میں بوسنیا کے سات صد سے زائد مہاجرین تقریب عید الفطر میں شریک ہوئے اور انہوں نے حضور کے اس خطبہ کا ساتھ ساتھ اپنی ہی زبان میں ترجمہ بھی سُنا ۔

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے درج ذیل آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت فرمائی ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ۚ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ۝ (حٰمٓ السجدہ: ۳۱-۳۳)

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم ۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔ پروپرائیٹر : نگران بورڈ بدر قادیان

حق کا بول بالا ہو، سچائی کی فتح ہو اور جو مُلک کے سچے خیر خواہ ہیں وہ امن قائم کرنے کی توفیق پائیں

خدا مخلص اور دیانتدار لوگوں کو اُوپر لائے جو خود غرض نہ ہوں

جماعت ہائے احمدیہ سیرالیون (مغربی افریقہ) کے جلسہ سالانہ ۱۹۹۲ء کے موقع پر حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کا حقیقت افروز پیغام

جماعت ہائے احمدیہ سیرالیون کے جلسہ سالانہ ۱۹۹۲ء کے موقع پر حضرت امیر المومنین ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت سیرالیون اور مُلک سیرالیون کے نام جو بصیرت افروز پیغام ارسال فرمایا تھا وہ مکرم خلیل احمد صاحب بشر امیر و مبلغ انچارج سیرالیون کے شکریہ کے ساتھ قارئینِ بدر کے ازدیادِ علم و ایمان کے لئے ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔ (اِدارہ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

لندن

پیارے عزیزان جماعت احمدیہ سیرالیون!

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

مجھے بڑی خوشی ہے کہ احباب جماعت احمدیہ سیرالیون ایک بار پھر نئے جذبوں اور ولولوں کے ساتھ دُعاؤں اور ذکرِ الٰہی کے ماحول میں نیکی کی باتیں سُننے کے لئے اپنے للّٰہی جلسہ سالانہ میں شرکت کی سعادت پا رہے ہیں۔ اللہ آپ کا آنا اور پھر واپس گھروں کو جانا ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ سفر و حضر میں آپ کا حافظ و ناصر ہو اور آپ کی استعدادوں کو بڑھائے تاکہ آپ دین کی سربلندی کے لئے اپنی ذمہ داریوں کو کما حقّہٗ بجا لا سکیں۔

سیرالیون سے تشویشناک صورت حال کی اطلاعیں آپ کی طرف سے ملتی رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس مُلک پر اپنا رحم فرمائے اور اس مُلک میں حق کا بول بالا ہو اور سچائی کی فتح ہو اور جو بھی اس مُلک کے سچے حقیقی خیر خواہ ہوں اللہ انہی کو طاقت بخشے کہ وہ اس مُلک میں امن قائم کرنے کی توفیق پائیں۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ کون مُلک کا خیر خواہ ہے اور کون نہیں۔ ہماری تو یہی دُعا ہے کہ خدا ظالم کے ہاتھ ظُلم سے روک دے۔ اور تمام مُلک کو خدا تعالیٰ نے جو صلاحیتیں دی ہیں ان کو زندہ کرنے کے لئے خدا مخلص اور دیانتدار لوگوں کو اُوپر لائے جو خود غرض نہ ہوں۔

اِن تکلیف دِہ اور پریشان کُن حالات کے باوجود آپ نے تو بہر حال اللہ کے اِذن اور اِس کی تائید و نصرت سے آگے ہی بڑھنا ہے۔ خواہ روشنی ہو یا ظُلمت۔ پس عبادت اور دُعا کے ذریعہ اللہ سے مدد مانگتے ہوئے ہر حال میں آگے چلتے رہیں۔ آپ کے قدم کہیں بھی رُکنے نہ پائیں۔

اللہ آپ کی رُوح القدس سے تائید فرمائے اور اِن نامساعد حالات میں آپ کے لئے خیر کے پہلو نکالے اور عظیم الشان کامیابیوں سے نوازے۔

اللہ آپ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ کان اللہ معکم۔ خدا حافظ و ناصر ہو۔

والسّلام

خاکسار مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرّابع

نوید نو بہار ہے مونا یاسمین کی

دُعائیہ اشعار بر موقع رخصتانہ محترمہ یاسمین مونا سلمہا اللہ تعالیٰ دخترِ نیک اختر حضرت امیر المومنین ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضور گھر میں آپ کے ہوئی ہے آج پھر خوشی — مسرتوں کی لہر اُٹھی فضا میں آئی تازگی!
پُکار اُٹھا ہر ایک دِل مبارک مبارکی — نوید نو بہار ہے مونا یاسمین کی
نوید نو بہار ہے مونا یاسمین کی

ہو یاسمین کی خوشی مبارک آپ کو حضور — سدا رہیں وہ خوش نصیب جاگتا رہے سُرور
کبھی نہ پاس آئے غم ہمیشہ دِل ہو پُر سُرور — ہر ایک تیرگی کے وقت ہو راہبر خُدا کا نور
نوید نو بہار ہے مونا یاسمین کی

مبارکہ۔ سعید خاں۔ آسٓد کریم و یاسمین — خُدا کے فضل سے انہیں سعادتیں ہیں یہ ملیں
حضور کی دُعاؤں میں شریک آصفہ بھی تھیں — خوشی کی اِس گھڑی میں بھی شریک ہیں وہ بالیقیں
نوید نو بہار ہے مونا یاسمین کی

ہیں بہنیں بھی خوشی خوشی ہر ایک کام میں لگیں — ہر ایک احمدی کے گھر خوشیاں آج آ گئیں
خُدا کی تم پہ ہو نظر بنو امین دین کی — عنایتیں ہوں چار سُو خُدائے ذُو الجلال کی
نوید نو بہار ہے مونا یاسمین کی

ہاشم سعید۔ لندن

خطبہ جمعہ

جتنی دعا جماعت احمدیہ میں کی جاتی ہے بعض ایسے بڑے بڑے خطے ہیں جہاں ساری آبادی مل کر بھی اتنی دعا کا ذکر نہیں کرتی

جو لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں انکو بھی نصیحت ہے کہ وہ بندگی کرتے چلے جائیں

جماعت احمدیہ کو اخوت (بھائی بھائی) بن کر رہنا ضروری ہے ہمیشہ کیلئے ایک دوسرے کی محبت میں منسلک رہنا چاہیئے

قرآنی دعاؤں پر ایمان افروز آخری خطبہ

از سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۹ وفا (جولائی) ۱۳۷۰ ہش ۱۹۹۱ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے ارشاد فرمایا:-

سورہ فاتحہ کے مضامین پر خطبات

کا جو سلسلہ چل رہا ہے اس میں سے غالباً آج کا یہ خطبہ آخری ہوگا کیونکہ اب ہم مغضوب علیھم کے ذکر میں داخل ہو چکے ہیں اور اس ذکر سے انشاء اللہ آج نکل کر پھر نماز کی بقیہ دعاؤں اور حمد و ثنا سے متعلق میں کچھ بات کروں گا وہ دعائیں جو قرآن کریم نے مغضوب علیھم اور ضالین کی دعاؤں کے طور پر محفوظ کی ہیں ان میں بڑے بہت بڑے سبق ہیں کچھ دعاؤں کا ذکر اس سے پہلے گزر چکا ہے آج سورۃ مؤمنون کی آیات ۱۰۴ تا ۱۰۹ سے مضمون شروع کرتے ہیں۔ دعا تو ان میں سے ۱۰۷ اور ۱۰۸ آیات پر مشتمل ہے لیکن یہ آیات اس دعا کے تعلق میں ہیں اس لئے یہ ساری آیات درج کر دی گئی ہیں دعا یہ ہے کہ

قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ○

(سورۃ المومنون: آیت ۱۰۷)

وہ خدا سے یہ عرض کریں گے کہ اے ہمارے رب غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا۔ ہم نے ہماری بدنصیبی نے غلبہ پا لیا تھا۔ وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ اور ہم گمراہ قوم بن چکے تھے رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ○ اے ہمارے رب ہمیں اس جہنم کی حالت سے نکال دے پھر اگر ہم دوبارہ وہی حرکتیں کریں تو پھر یقیناً ہم ظالموں میں سے ہوں گے قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ اللہ تعالیٰ اُن سے فرمائے گا کہ تم اس میں دور ہٹ جاؤ اور مجھ سے کلام نہ کرو۔

جتنی بھی دعائیں محفوظ کی گئی ہیں ان میں سے غالباً یہ اپنے مضمون کے لحاظ سے سب سے زیادہ دردناک دعا ہے کیونکہ اس سے پہلے یہ ذکر تو ملتا ہے کہ خدا نے دعا کی اجازت دی اور لوگ دعا کرتے رہے اور پکارتے رہے لیکن دعا رد ہوتی رہی لیکن یہ ایک ایسی دعا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھ سے کلام نہ کرو اور اپنی اس حالت میں اور دور تک پیچھے ہٹ جاؤ۔

اس مضمون کا آن کے اس اقرار سے تعلق ہے قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا انہوں نے کہا کہ اے خدا اس دنیا میں بدنصیبی ہم پر غالب آگئی تھی اور بدنصیبی کے غلبے کی یہ تفسیر ہے کہ سب سے زیادہ بدنصیب وہ قوم ہوا کرتی ہے جو خدا سے اس طرح تعلق توڑ لے کہ اس کو پکارنا اور دعا میں اس کو یاد رکھنا ہی بھول جائے گویا خدا کا کوئی وجود ہی نہیں رہا۔ پس درحقیقت خدا کے جواب نے غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا کی تفسیر فرما دی ہے اور ہمیں یہ سمجھایا ہے کہ دنیا میں سب بدنصیبیوں سے بڑھ کر بدنصیبی کیا ہوا کرتی ہے دنیا میں ایسی تو میں بھی ہیں جن پر مصیبتوں کے وقت بھی آتے ہیں تب بھی وہ خدا کو نہیں پکارتے اور بہت سے ایسے لوگ ہیں جو مصیبتوں کے وقت خدا کو یاد کرنے لگ جاتے ہیں۔ ان کا ذکر خدا تعالیٰ نے مختلف جگہوں پر فرمایا اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ دوبارہ اس پہلی حالت کو لوٹ جائیں گے پھر بھی ہم بعض دفعہ ان کی دعائیں سنتے رہے کیونکہ ان کو دعا کی طرف توجہ تھی یہ خیال تو آتا تھا کہ ہمارا ایک رب ہے اس کی طرف ہمیں جھکنا چاہیئے اور اس سے مدد مانگنی چاہیئے لیکن وہ بدنصیب جن پر بدنصیبی غلبہ پا جائے وہ دعا کے مضمون کو ہی بھول جاتے ہیں اس پہلو سے آج کی دنیا پر اگر آپ نظر ڈالیں تو یقیناً انسان یہ کہہ سکتا ہے کہ وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ○ کہ زمانے کی قسم زمانہ بہت بڑے گھاٹے میں جا رہا ہے کیونکہ آج دنیا کی بھاری اکثریت وہ ہے جو دعا کا مضمون ہی بھلا چکی ہے۔ جتنی دعا جماعت احمدیہ میں کی جاتی ہے اور جتنا دعا کا ذکر جماعت احمدیہ میں چلتا ہے بعض ایسے بڑے بڑے خطے ہیں جہاں ساری آبادی مل کر بھی ساری زندگیوں میں دعا کا اتنا ذکر نہیں کرتی جتنا جماعت احمدیہ ایک سال بلکہ ایک مہینہ میں کرتی ہے۔ بلکہ جماعت احمدیہ کی دعاؤں کے بعض دن بعض بڑے عظموں کی دعاؤں پر غالب آجاتے ہیں۔ پس

دعا ہی حقیقت میں روحانی زندگی ہے

اور جو قوم دعا کے ذریعہ خدا تعالیٰ سے تعلق کاٹ لیتی ہے اس کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا پس دعائیں نامقبول بھی ہوں تب بھی دعا میں لگے رہنا چاہیئے۔ کیونکہ ایک وسیلہ تو ہے ایک واسطہ تو ہے خدا سے جس سے زندگی کی رمق قائم رہتی ہے اور ایک امید باقی رہتی ہے پس ایسی دعائیں بھی جو نامقبول ہوں اور نامقبول رہیں بسا اوقات ان کو بھی بالآخر پھل لگ جاتے ہیں اس دعا سے جو ایک بدنصیب قوم کی دعا ہے اس سے ہم نے یہ راز سمجھ لیا کہ سب سے اہم چیز خدا سے دعا کا تعلق قائم رکھنا ہے خواہ وہ قبول ہو یا نہ ہو پس وہ لوگ جو بسا اوقات اپنی اس تشویش کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم دعائیں تو کرتے ہیں مگر قبول نہیں ہوتیں۔ ہم نمازیں تو پڑھتے ہیں مگر مزہ نہیں آتا کیوں نہ چھوڑ دیں ان کے لئے اس آیت میں بہت ہی بڑا انتباہ ہے اگر اس

دنیا میں چھوڑ دو گے تو آئندہ تمہیں بھی یہی جواب ملے گا قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ پہلے بھی تم نے مجھ سے رابطہ توڑ لیا تھا تم مجھ سے کلام نہیں کیا کرتے تھے۔ اب میری باری ہے میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ آج میں تم سے کلام نہیں کروں گا۔ دعا کے مضمون میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ بظاہر دعا قبول نہیں ہوتی لیکن متقی کی ہر دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ فرمایا ایسا اوقات وہ دعا اس طرح قبول ہوتی ہے کہ انسان کو اس وقت معلوم نہیں ہوتا لیکن بعد میں اس کو علم دیا جاتا ہے کہ کس رنگ میں تمہاری دعا قبول ہوئی۔

یہ مضمون ایک گہرا مضمون ہے، اس کے ذکر کے بغیر میں آگے چلتا ہوں کیونکہ میری خواہش ہے کہ آج ہی مَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ اور الضَّالِّينَ کی دعاؤں کے اس مضمون کو ختم کردوں۔

اسلامی لٹریچر میں ایک ایسی دعا کا ذکر ملتا ہے یا ایسے دعا کرنے والے کا ذکر اسلامی لٹریچر میں ملتا ہے جو ایک لمبے عرصہ تک دعائیں کرتا رہا اور دعائیں نامقبول ہوتی رہیں اور نامقبول ہونے کی اطلاع اس کو دی جاتی رہی لیکن پھر بھی وہ تھکا نہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بزرگ کوئی خاص دعا کیا کرتے تھے اور ان کے بہت سے مرید تھے کیونکہ وہ بہت ہی تقویٰ شعار انسان تھے اور دور دور تک ان کی نیکی کی شہرت پھیل چکی تھی۔ بہت سے مرید آتے تھے اور کچھ عرصہ صحبت پاکر چلے جایا کرتے تھے لیکن ایک ایسا مرید تھا جس نے کبھی ان کا دامن نہیں چھوڑا۔ اس کے متعلق آتا ہے کہ اس نے ایک دفعہ اپنے پیر سے اس بزرگ سے کہا کہ ۱۲ سال سے میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ آپ ایک دعا روزانہ کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور روزانہ آپ کو خدا تعالیٰ یہ اطلاع دیتا ہے کہ میں نے تیری یہ دعا نامقبول کردی ہے، رد کردی ہے اور پھر آپ رات کو اٹھتے اور پھر وہی دعا کرتے ہیں اور پھر اٹھتے ہیں اور پھر وہی دعا کرتے ہیں اور آپ کا اصرار ختم ہونے میں ہی نہیں آتا جبکہ ہر دفعہ خدا آپ کو مطلع فرما دیتا ہے کہ میں نے

تیری دعا رد کردی ہے

انہوں نے جواب دیا کہ دیکھو میں ایک بھکاری اور فقیر انسان ہوں فقیروں کا کام مانگنا ہے اور خدا مالک ہے اس کا کام ماننا یا نہ ماننا ہے وہ اپنا کام کرتا چلا جا رہا ہے میں اپنا کام کرتا رہوں گا۔ یہ بات ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ اس بزرگ کو الہام ہوا کہ جا ہم نے تیری تمام عمر کی دعائیں قبول کرلی ہیں تو بعض دعاؤں کا وفا سے تعلق ہوتا ہے۔ بندے کا کام نہیں ہے کہ خدا سے کلام کا تعلق توڑلے یہ سب سے بڑی گستاخی ہے اگر ماں باپ بھی اپنے بچے کی کوئی بات نہ مانیں اور وہ روٹھ کر مانگنا چھوڑ دیں تو ماں باپ کو سخت تکلیف پہنچتی ہے اور وہ اسے ذاتی طور پر اپنی بے ادبی اور گستاخی سمجھتے ہیں ماں باپ کے مقابل پر بچے کا جو رشتہ ہے وہ ایک معمولی رشتہ ہے لیکن خدا کے مقابل پر بندے کا رشتہ تو بہت ہی عاجزی کا رشتہ ہے اس لئے ان باتوں کو سمجھیں اور خدا سے کلام کا تعلق توڑنے کا تصور بھی دل میں نہیں آنا چاہیئے پس وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ ان کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں، نمازوں میں لطف نہیں آتا ان کو یہی نصیحت ہے کہ وہ بندگی کرتے چلے جائیں یقیناً خدا تعالیٰ ان کی دعاؤں کو کسی نہ کسی رنگ میں قبول فرمائے گا اور ہرگز بعید نہیں کہ ایک وفا شعار بندے کو آخر وہی جواب ملے جو اس بزرگ کو ملا تھا کہ ہم نے تیری ساری عمر کی دعائیں قبول کرلیں۔

ایک دعا سورہ قصص آیت ۴۹ میں بیان ہوئی ہے فرمایا:

فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا لَوْلَا أُوتِيَ مِثْلَ مَا أُوتِيَ مُوسَىٰ أَوَلَمْ يَكْفُرُوا بِمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ قَالُوا سِحْرَانِ تَظَاهَرَا وَقَالُوا إِنَّا بِكُلٍّ كَافِرُونَ ○

(سورۃ القصص : ۴۹)

اس میں

بدنصیب منکر قوموں کی نفسیات

بیان ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب اُن کے پاس حق آگیا جو ہماری طرف سے تھا تو انہوں نے کہا کیوں نہ اس شخص کو وہ کچھ دیا گیا جو کچھ موسیٰ کو دیا گیا یعنی انبیاء کے انکار کرنے والے ہمیشہ اسی قسم کے بہانے تراشتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے یہ مطالبے کرتے ہیں کہ جو اس سے پہلے دیا گیا جس رنگ میں اس سے تو نے کلام کیا جس رنگ میں اس سے تو نے سلوک فرمایا اگر بعینہٖ ویسا ہی کلام اس بندے سے کرے اور ویسا ہی سلوک اس بندے سے فرمائے تو پھر ہم ایمان لے آئیں گے مگر یہ پہلوں سے ملتا نہیں چنانچہ ہر نبی کو ہمیشہ یہی کہہ کر رد کر دیا گیا کہ جو تجھ سے پہلے نبی نشان لائے تھے وہ نشان لاکر دکھا اور جب اس کے نشانات اس پر نازل ہوئے تو انہیں نظر انداز کر دیا گیا جب بعد میں ایک نبی آیا تو اس سے بھی یہی مطالبہ ہوا کہ تجھ سے پہلے جو نبی گزرا ہے ویسا نشان دکھا چنانچہ اس کا جواب دیکھئے کتنا عظیم الشان جواب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا موسیٰؑ کو اس سے پہلے تم لوگ رد نہیں کرچکے مراد یہ ہے کہ یہ ذہنیت ایسی ہے جو ہر آنے والے کو رد کرتی ہے۔ جب موسیٰؑ کے وقت میں جیسی سرشت کے لوگ تھے تو انہوں نے بعینہٖ یہی سوال موسیٰ سے بھی تو کیا تھا کہ تیرے نشانات کو ہم نہیں مانتے۔ تجھ سے پہلے جو نشانات آئے تھے ویسے نشان لاکر دکھا اور یہ سلسلہ ہمیشہ اسی طرح سے جاری ہے پس تم اس سرشت کے لوگ ہو جو قبول کر ہی نہیں سکتے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے صدق کی بعض نشانیاں ہوتی ہیں۔ اہل اللہ کی بعض علامتیں ہوتی ہیں وہ علامتیں تو ہمیشہ دہرائی جاتی ہیں اور ان میں کوئی فرق نہیں ہوتا وہی علامتیں ہیں جنہیں دیکھ کر سچے لوگ پہچانا کرتے ہیں لیکن اس کے علاوہ یہ کہنا کہ موسیٰؑ نے جس طرح عصا سے جھوٹے بنے ہوئے سانپوں کو دوبارہ رسی بنا دیا تھا اسی طرح کا عصا دکھا یہ کہنا کہ جس طرح ہم سمجھتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے مُردے زندہ کئے تھے اسی طرح تم مُردے زندہ کرکے دکھا یہ سارے انکار کے بہانے ہیں اور جو بھی ایسے بہانے کرے گا اللہ تعالیٰ ان بہانوں کو رد فرمادے گا۔

ایک دعا سورۃ قصص ۶۳ تا ۶۵ میں درج ہے۔ میں جب آیات کا نمبر لیتا ہوں تو یہ دعا سے پہلے اور بعد کی آیات کا نمبر بھی بیچ میں دے دیتا ہوں۔ وہ پس منظر کے طور پر اور بعد میں آنے والے جواب کے طور پر رکھی گئی ہیں۔ لیکن میں صرف دعا پڑھ کر سناؤں گا۔ فرمایا:

قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا أَغْوَيْنَاهُمْ كَمَا غَوَيْنَا تَبَرَّأْنَا إِلَيْكَ مَا كَانُوا إِيَّانَا يَعْبُدُونَ ○

(سورہ قصص : ۶۴)

وہ یہ کہیں گے کہ وہ لوگ جن پر خدا تعالیٰ کا فیصلہ صادر ہوجائے گا۔ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ: وہ وعید جو اُن کو دئے گئے تھے جس عذاب سے اُن کو ڈرایا گیا تھا اس عذاب میں داخل ہونے کا وقت اُن کے سامنے آجائے گا تو اس وقت وہ یہ کہیں گے: رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا اے ہمارے رب! یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے گمراہ کیا تھا۔

اس سے پہلے ایک ایسی دعا گزری ہے جس میں گمراہ ہونے والے لوگ خدا سے یہ عرض کرتے ہیں کہ اے خدا! یہ وہ بدبخت ہیں جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا لیکن کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو یہ اقرار کریں گے کہ ہم نے فلاں کو اور فلاں کو اور فلاں کو گمراہ کر دیا تھا كَمَا غَوَيْنَا جیسا کہ ہم خود بھی گمراہ ہو گئے تھے تَبَرَّأْنَا إِلَيْكَ آج ہم تیری طرف اپنے گزشتہ اعمال سے الگ ہوکر لوٹتے ہیں یعنی پچھلے اعمال سے بریت کرتے ہیں تیری طرف آرہے ہیں مَا كَانُوا إِيَّانَا يَعْبُدُونَ یہاں دراصل ایک اور مضمون شروع ہوگیا ہے مَا كَانُوا إِيَّانَا

یَعْبُدُوْنَ کا تعلق پھر انہی لوگوں سے ہے جن کے متعلق کہا گیا کہ ہم نے ان کو گمراہ کیا تھا اور اقرار کی وجہ بھی بیان کردی گئی ہے اس آیت کو سمجھنے کے لئے یہ آخری ٹکڑا اس کی چابی ہے کہ وہ لوگ کیوں خود کہیں گے کہ ہم نے ان کو گمراہ کیا تھا۔ لوگ تو ایسے موقعے پر کہا کرتے ہیں کہ ہماری توبہ! ہم نے تو کچھ نہیں کیا لیکن عذاب کو دیکھتے ہوئے بعض لوگ یہ کیوں کہیں گے کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم بھی گمراہ تھے اور ہم نے ان کو گمراہ کیا تھا آخر پر یہ کہا گیا ہے کہ: مَا كَانُوْا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ کہ یہ ہماری عبادت نہیں کیا کرتے تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ سب سے بڑی سزا ان لوگوں کے لئے جو دنیا میں جھوٹے معبود بن جائیں اور اُن کے لئے سب سے خوفناک جہنم ہے جو خدا سے ہٹا کر اپنی عبادت کی تعلیم دینے لگیں۔ یہ مضمون ایسے فرضی خداؤں کے اُوپر چسپاں ہو رہا ہے جو بعض دوسرے لوگوں کے ساتھ جہنم کے سامنے پیش کئے جائیں گے جن کو ان چھوٹے لوگوں نے خدا بنا لیا تھا جن کو ان چھوٹے لوگوں نے معبود کی صفات دے دی تھیں اس لئے وہ بڑے عذاب سے ڈر کر چھوٹے گناہ کا اقرار کر رہے ہیں ورنہ کوئی اتنی بڑی بہادری نہیں ہے کہ خدا کے حضور حاضر ہو کر بڑی تعلّی سے کہیں کہ ہاں ہم گناہگار ہیں ہم نے ایسا کیا تو آیت کا آخری ٹکڑا یہ بتا رہا ہے کہ اے خدا! ہم نے خود ان کو گمراہ کیا ہے۔ ہمیں پتہ ہے ہم خود بھی تو گمراہ تھے۔ مگر ہم نے کبھی ان کو یہ نہیں کہا کہ ہماری عبادت کرو۔ یہ ان کی جہالت ہے اور اس لحاظ سے ہم تبریت کا اعلان کرتے ہیں ہمیں اس بات کی سزا نہ دینا۔ گمراہ تھے گمراہی کی سزا دے دینا۔ گمراہ کرنے کی سزا دے دینا مگر جھوٹے خدا بننے کی سزا نہ دینا کیونکہ ہم نے ان کو نہیں کہا یہ جو ہماری عبادت کرتے تھے یہ دراصل خود اپنے نفسوں کی عبادت کرتے تھے اس

اس میں دوسرا

گہرا حکمت کا راز

سمجھایا گیا کہ جھوٹے خداؤں کی عبادت کرنے والے کسی اور کی عبادت نہیں کرتے بلکہ اپنے نفس کی عبادت کرتے ہیں، اپنے فرضی قصوں کی عبادت کرتے ہیں اپنے مفادات کی عبادت کرتے ہیں اور حقیقت میں ان جھوٹے خداؤں سے ان کا کوئی ذاتی تعلق نہیں ہوتا نہ کوئی مشاہدہ ہوتا ہے جس کے ساتھ کوئی ذاتی تعلق نہ ہو جس کا مشاہدہ نہ کیا گیا ہو حقیقت میں اُن کی عبادت نہیں کی جاتی بلکہ اپنی اغراض اور اپنے نفس کی عبادت کی جاتی ہے اپنے توہمات کی عبادت کی جاتی ہے۔ پس اس آیت نے بہت سے فطری رازوں سے پردہ اُٹھایا اور یہ سمجھایا کہ انسان جب کسی بڑے گناہ میں ملوث پایا جاتا ہے یا اس پر الزام لگتا ہے تو وہ چھوٹے گناہ کا اقرار کر لیا کرتا ہے لیکن اس کا فائدہ کوئی نہیں کیونکہ فرمایا:

وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ۔

کہ قیامت کے دن اُن سے یہ کہا جائے گا کہ تم ان شرکاء کو اپنی مدد کے لئے بلاؤ جن کو تم دنیا میں پکارا کرتے تھے۔ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا۔ پھر وہ ان کو بلائیں گے اور اُن کو پکاریں گے۔ آوازیں دیں گے لیکن کوئی جواب نہیں پائیں گے وَرَاَوُا الْعَذَابَ اور عذاب کو دیکھیں گے لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ کاش ایسا ہوتا کہ وہ دنیا کی زندگی میں ہی ہدایت پا چکے ہوتے۔

سورہ سبا کی آیت بیسویں [۲۰] میں یہ دُعا درج ہے:

فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝

(سورہ سبا: ۲۰)

حضرت سلیمان نے جب بہت ترقی کی اور بہت عظیم الشان سلطنت قائم ہوئی اور عظیم الشان سلطنتوں میں شہری آبادیاں ہمیشہ بڑھ جایا کرتی ہیں اور نتیجۃً بعض دفعہ شہروں سے شہر مل جاتے ہیں چنانچہ — CIVILIZATION کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ جتنی بڑی CIVILIZATION ہوگی اتنا شہری آبادیاں پھیلتی چلی جائیں گی یہاں تک کہ بعض شہر دوسرے شہروں سے مل جاتے ہیں تو ایسا ہی نقشہ کھینچا گیا ہے کہ ایسی حالت میں یہود نے یہ دُعا کی: رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ انہوں نے کہا اے خدا! ہمارے درمیان سفر بڑھا دے مطلب یہ تھا کہ ہماری بستیوں کے درمیان فاصلے زیادہ کردے وَظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ اور انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ اور ہم نے اُن کو ماضی کے قصے بنا دیا وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ اور ہم نے اُن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گردو در گردو بکھیر دیا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ان باتوں میں ہر صبر کرنے والے اور شکر کرنے والے کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے تو دُعا کی کہ اے خدا ہمارے فاصلے بڑھا دے لیکن اس پر اتنی خطرناک سزا کا کیا مطلب تھا کہ ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا، ان کو بکھیر دیا گیا، ان سے برکتیں چھین لی گئیں اگر ایک انسان کھلی جگہ رہنا چاہے اور یہ پسند نہ کرے کہ شہر سے شہر ملے ہوں تو اس کے نتیجہ میں تو یہ سزا نہیں ملنی چاہیئے۔ عام طور پر قرآنی تراجم میں یہی لکھا ہوا ہے کہ انہوں نے [illegible] نہیں [illegible] ہو جائیں ہمارے شہر ایک دوسرے سے ہیں [illegible] ہوا میں ہم [illegible] گئے تھے اور یہ دُعا کی حالانکہ یہ بات درست نہیں قرآن کریم نے اس دُعا کے [illegible] کہ وَظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ اس دُعا کی بنیادی خرابی کا ذکر [illegible] دیا ہے وہ اس لئے ایک دوسرے سے دُور نہیں ہونا چاہتے تھے کہ ان کو کھلی فضا میں سانس لینے کی خواہش تھی بلکہ اس لئے کہ ان کے دل ایک دوسرے سے دُور ہو چکے تھے ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگے تھے اور

وہ سوسائٹی جس میں محبت نہ ہو

اس میں تو انسان یہ بھی چاہتا ہے کہ میرا ہمسایہ بھی مجھ سے دُور ہٹ جائے پس نفرتیں جب فاصلے بڑھانے کے مطالبے کریں تو یہ دُعا ایسی ہے جس کے نتیجہ میں چین کی دُوریاں نصیب نہیں ہوں گی بلکہ عذاب کی دُوریاں نصیب ہوں گی۔ بعض دُوریاں ایسی ہیں جیسے کھلی فضا میں دیہات دیہات سے الگ ہوتے ہیں ایک گاؤں سے سفر کرکے دُوسرے گاؤں میں جائیں، بڑا خوشگوار ماحول نظر آتا ہے۔ بڑی خوشگوار فضا ہوتی ہے سبز سبز لہکتے ہوئے کھیت ہیں یہ وہ منظر نہیں ہے جس کا تصور قرآن کریم پیش فرما رہا ہے۔ فرماتا ہے وَظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ وہ بظاہر تو یہ دُعا کرتے تھے لیکن حقیقت میں اپنی جانوں پر ظلم کر چکے تھے ایک دوسرے سے شدید نفرت کرنے لگے تھے ایک دوسرے کا قرب اُن کو گوارا نہیں رہا تھا۔ اس کے جواب میں اب دیکھیں خدا تعالیٰ نے جو سلوک فرمایا وہ بعینہٖ ان کے دل کی حالت کے مطابق ہے وہ پھٹے ہوئے تھے تو فرمایا اب ہم تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں جو دل کی اصل دُعا ہے وہ قبول ہوتی ہے زبان کی دُعا قبول نہیں ہوتی اور وہ قوم جو بظاہر ایک تھی ان کے چونکہ دل پھٹ چکے تھے اس لئے وہ مختلف فرقوں اور گروہوں میں بٹ گئے اور اس کے نتیجہ میں قوم کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔

پس روحانی جماعتوں کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اگر دل میں ایک دوسرے سے دُوری کی تمنا پیدا ہو جائے اگر ایک دوسرے سے محبت میں کمی آجائے ایک دوسرے سے مل کر لطف اندوز ہونے کی

بجائے ایک دوسرے کے قرب سے طبیعت میں وحشت پیدا ہوتی ہو تو یہاں بالآخر پھٹنے کا آغاز ہو چکا ہے اور آئندہ تفریق کی بنیاد اسی دوری کی تمنا میں ہوتی ہے اور پھر آخر کار ایسی قومیں ایک دوسرے سے جدا ہو جایا کرتی ہیں اور تفریق کا عمل ایک دفعہ جاری ہو تو پھر رکا نہیں کرتا۔ اس لئے جماعت احمدیہ کو اخوۃ بن کر رہنا ضروری ہے ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے کی محبت میں منسلک رہنا چاہیئے اور جہاں بھی یہ خطرہ دیکھیں کہ احمدی کو احمدی سے دوری ہو رہی ہے وہاں ان کے دلوں میں خطرے کے الارم بج جانے چاہیئں۔ اور یہ دعا نہیں کرنی چاہیئے کہ بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا۔ بلکہ یہ دعا کرنی چاہیئے جس کا پہلے ذکر گذر چکا ہے کہ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا اے ہمارے خدا ہمارے دلوں میں تو غیر معاہین اور اپنے بھائیوں سے جو پیدا ہو رہی ہے اب بھائیوں کے خلاف نفرتیں جنم لینے لگی ہیں۔ پس اے خدا تو فضل فرما اور ہمارے دلوں میں اپنے مؤمن بھائیوں کے لئے کسی قسم کی نفرت پیدا نہ ہونے دے

ایک دعا سورہ فاطر آیت ۳۸ میں سے لی گئی ہے اور وہ یہ ہے: وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا ج رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ط أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ ط فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ ○ (سورۃ فاطر: ۳۸)

کہ وہ چیخ چیخ کر خدا کو پکاریں گے یعنی جب ان کو سزا دی جائیگی تو ایک شور پڑ جائیگا۔ ایک کہرام اٹھ کھڑا ہوگا وہ کہیں گے رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اے خدا ہمیں اس عذاب سے نکال نَعْمَلْ صَالِحًا: ہم یقیناً اچھے عمل کریں گے غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ: ان اعمال کے سوا جو ہم کیا کرتے تھے۔ جب کہہ دیا کہ ہم اچھے عمل کریں گے تو اس تکرار کی کیا ضرورت ہے کہ غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ یعنی وہ اعمال نہیں کریں گے جو ہم کیا کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس دنیا میں بد اعمال لوگ ہمیشہ یہی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اچھے عمل کر رہے ہیں چنانچہ قرآن کریم نے شروع ہی میں ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ○ کہ جب ان کو کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو وہ تو کہتے ہیں کہ ہم تو بڑے اچھے اچھے کام کرنے والے لوگ ہیں۔ ہم اصلاح کر رہے ہیں تو فرمایا:

قیامت کے دن جب سزا کا وقت آئے گا

تو اس وقت وہ خوب سمجھ چکے ہونگے کہ ہم اچھے اعمال کا نام لے کر بدیاں کیا کرتے تھے وہ خدا سے یہ نہیں کہیں گے کہ ہمیں بھیج دے ہم اچھے اعمال کریں ان کو فوراً خیال آئے گا کہ ایک قسم کے اچھے اعمال تو پہلے ہی ہم کیا کرتے تھے اسی کی تو سزا مل رہی ہے تو وہ دعا میں وضاحت کریں گے کہ اے خدا ہم اچھے اعمال کریں گے لیکن وہ اعمال نہیں کریں گے جو ہم اس سے پہلے کیا کرتے تھے۔ خدا فرماتا ہے۔ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ ہم نے کیا تمہیں لمبی عمریں نہیں دیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کو اس کی توفیق کے مطابق اس دنیا میں مہلت دی جاتی ہے تب وہ پکڑا جاتا ہے اور کوئی شخص جس کو سزا ملنی مقدر ہے وہ اتنی عمر ضرور پاتا ہے جتنی عمر میں اس کی بدیوں کی پختگی ثابت ہو جائے جس کے متعلق خدا تعالیٰ یہ حکم صادر فرما سکے کہ تجھے اتنی لمبی مہلت ملی تھی، اتنی اصلاح کے مواقع ملے تو اپنے بد حال پر قائم رہا راسخ رہا مستحکم ہو گیا اس کے بعد اب تجھے یہ کہنے کا حق نہیں کہ مجھے لوٹا دے تاکہ میں نیک اعمال کروں پھر فرمایا کہ ایسی عمر نہیں ملی تھی کہ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ کہ جس کے نتیجہ میں وہ شخص جو نصیحت پکڑنا چاہے وہ نصیحت پکڑ سکتا تھا یعنی انسان کو اتنی مہلت ضرور ملتی ہے کہ اسے اگر اتنی ہوش ہو کہ نصیحت پکڑ سکے تو ضرور پکڑے گا وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ اور اس کے علاوہ تمہارے پاس ڈرانے والے بھی آئے فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ۔ پس اب اپنے اعمال کا مزہ چکھو کیونکہ ظالموں کے لئے کوئی مددگار نہیں۔

سورہ صٓ میں ۱۷ ویں آیت ہے:

وَقَالُوا رَبَّنَا عَجِّلْ لَنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ○

یہ مرنے کے بعد کی نہیں بلکہ اس دنیا کی زندگی کی دعا ہے۔ بعض ایسے لوگ تھے جو یہ دعا کیا کرتے تھے کہ رَبَّنَا عَجِّلْ لَنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ کہ اے خدا! ہمیں یوم حساب سے پہلے ہی جو کچھ چکھانا ہے یہاں چکھا دے۔

اس دعا کے دو مطلب ہیں۔ ایک تو یہ معنی ہو سکتا ہے کہ اے خدا! اس دنیا میں جو کچھ ہمیں دینا ہے دے دے ہمیں ہمیں آخرت کی کوئی پرواہ نہیں۔ یعنی ایک قسم کا تمسخر ہے جو وہ دعا میں کرتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں قیامت کے دن جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ اپنے مؤمنوں کو دے دینا جو کچھ دینا ہے ہمیں تو اس دنیا میں جو کچھ میسر آتا ہے وہ دے دے تاکہ ہمارا حساب یہیں صاف ہو جائے۔ قیامت میں ہمیں کچھ نہیں چاہیئے یہ دعا وہی کر سکتا ہے جس کو قیامت کا یقین نہ ہو۔ جس کو اعتماد ہی نہ ہو کہ مرنے کے بعد کوئی زندگی ہے اور کوئی جزا سزا ہے۔ اس لیئے یہ دعا ان معنوں میں تمسخر کا رنگ رکھتی ہے اور یہی دعا بغاوت کا رنگ بھی اختیار کر جاتی ہے۔ جب کہ بعض ظالم لوگ خدا سے یا خدا والوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ جس عذاب کی تم باتیں کرتے ہو کہ مرنے کے بعد آئے گا مرنے کے بعد وہ عذاب کس نے دیکھنا ہے۔ اب لاؤ وہ عذاب اگر اب کچھ دکھا سکتے ہو تو لا کر دکھا دو۔ چنانچہ ابوجہل کی جس دعا کا اس سے پہلے ذکر گذرا ہے وہ بھی اسی مضمون کی دعا تھی تو یہ دونوں طریق نہایت ہی خطرناک اور مہلک ہیں۔

الیسان ہیں

قرآن کریم کی دعاؤں کے مطالعہ سے ایک بات خوب کھل جاتی ہے

کہ جہاں بھی مغضوب علیہم کی دعائیں ہیں وہاں ان کی دعاؤں کی عاجزی ان کی دعاؤں کی قبولیت میں مددگار ثابت نہیں ہوتی بلکہ بڑی عاجزی سے بھی جب وہ دعائیں کرتے ہیں تب بھی وہ نامراد دعائیں ہوتی ہیں۔ نامقبول دعائیں ہوتی ہیں تعجب کی بات یہ ہے کہ جب وہ دعا میں باغیانہ رویہ اختیار کرتے ہیں اور چیلنج کرتے ہیں تو اس وقت ان کی وہ دعا قبول ہو جاتی ہے۔ مؤمنوں کے ساتھ برعکس مضمون ہے۔ مؤمن جتنا عاجزی اختیار کرتا ہے اتنی ہی اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور جہاں اس کے ذہن میں کوئی باغیانہ تصور سائے کی طرح بھی آئے وہاں اس کی دعا رد ہو جاتی ہے چنانچہ دیکھیں سب سے خوفناک باغیانہ دعا شیطان نے کی تھی اور خدا نے ساری کی ساری دعا قبول کرلی اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں خدا کی عظمت اور جبروت کو چیلنج ہے اور چیلنج اگر قبول نہ ہو تو اس میں سبکی ہوتی ہے اور انسان یہ سمجھ سکتا ہے کہ ہم نے دھمکی بھی دی۔ ہم نے چیلنج بھی دیا اور اس کے باوجود بھی قبول نہیں ہوئی۔ کیونکہ خدا گویا نعوذ باللہ بھاگ گیا۔ پس ظالم

کی دعا جب بغاوت کا رنگ اختیار کرتی ہے تو وہ مقبول ہو جایا کرتی ہے۔ ایسے بہت سے چیلنج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب دیئے گئے تو وہ قبول ہوئے اور عاجزانہ دعائیں ان کی نامقبول ہوتی ہیں کیونکہ وہ عجز کا جو وقت ہے وہ کھو چکے ہوتے ہیں تو مؤمن چونکہ عاجزی اختیار کرتا ہے اور یہی اس کو زیب دیتی ہے اس لئے عجز کے ساتھ مؤمن کی دعاؤں کی قبولیت کا گہرا تعلق ہے۔

ایک دعا سورہ فصلت (حٰم السجدہ) آیت ۳۰ میں درج ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ۝

(سورہ فصلت: ۳۰)

کہ جنہوں نے کفر اختیار کیا وہ دعا کریں گے کہ ربنا ارنا الذین اضلنا اے خدا! وہ لوگ ہمیں دکھا جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا، ان کو ہمارے سامنے لا خواہ وہ بڑے لوگوں میں سے تھے خواہ وہ چھوٹے لوگوں میں سے تھے۔ جن تھے یا انس تھے۔ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا: آج ہم ان کو اپنے پاؤں کے نیچے کچلیں گے لیکونا من الاسفلین تاکہ وہ سب سے نیچے اور ذلیل لوگ دکھائی دیں۔

مراد یہ ہے کہ اس دنیا میں جب گندے اور ظالم بڑے لوگوں کی پیروی کی جاتی ہے تو قیامت کے دن کا عذاب انسان پر یہ کھول دے گا کہ دراصل وہ ذلیل ترین لوگ تھے جن کے پیچھے تم چلا کرتے تھے اور ذلیل ترین لوگوں کے پیچھے چلنے کے نتیجہ میں تمہیں یہ عذاب ملا ہے۔ پس صرف انتقامی کارروائی کے طور پر ہی نہیں بلکہ ایک طبعی تمنا کے طور پر وہ خدا سے یہ التجا کریں گے کہ اے خدا! تو نے جو ایسے ظالموں کو ضرور ہم سے بڑھ کر عذاب دینا ہے تو ان کو ہمارے سامنے پیش کر، ہمارے پاؤں تلے وہ کچلے جائیں تاکہ ان کو پتہ چلے کہ وہ اس دنیا میں کس قسم کے بڑے لوگ تھے۔ اور حقیقت میں وہ سب سے رسوا اور سب سے ذلیل انسان تھے مگر ان کی لذتیں بھی انتقامی لذتیں ہی ہیں اور جہنم میں کوئی حقیقی خوشی اور تسکین کی بات ان کے لئے نہیں ہوگی۔

پھر سورۃ الدخان آیت ۹ تا ۱۷ میں یہ ایک دعا بتائی گئی ہے:

رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ۝ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۝ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ۝

(سورۃ الدخان: ۱۳-۱۴-۱۵)

یہ دعا ایک ایسے زمانے سے تعلق رکھتی ہے جو ابھی آنے والا ہے۔ جو گزرا ہوا زمانہ نہیں ہے بلکہ سورۂ دخان سے یہ دعا لی گئی ہے اور اس کا مضمون یہ ہے کہ ایک ایسا وقت آئے گا جبکہ ایک خاص قسم کا مہلک دھواں دنیا کے بڑے خطوں کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ وہ ایسا مہلک دھواں ہوگا کہ جس کے نتیجے میں نہ انسان زندہ رہ سکے گا نہ مر سکے گا۔ انتہائی مہلک حالت ہوگی۔ انتہائی یہ عذاب حالت ہوگی۔ فرمایا ایسی حالت میں کیا ہوگا۔ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِى السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ۝ يَّغْشَى النَّاسَ اے محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم! آج جو یہ تیری باتوں کا انکار کر رہے ہیں اور تیری پیشگوئیوں سے تمسخر کر رہے ہیں۔ انتظار کرو اس دن کا، مراد یہ ہے کہ تو اور تیری امت انتظار کرے۔ یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کو مخاطب کر کے آپ کے بعد آنے والے آخری زمانے تک پیدا ہونے والے مسلمانوں کو مخاطب فرمادیا گیا ہے۔ اہل اسلام کو مخاطب کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ بعض ایسی پیشگوئیاں ہیں جو لازماً پوری ہونے والی ہیں۔ ان میں سے ایک دھوئیں کی پیشگوئی ہے

اب آپ سوچئے

کہ آج سے ۱۰۰ برس پہلے دھوئیں کے عذاب کا کوئی تصور ہی پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ کسی انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ کوئی ایسا دھواں ہوگا جو زمین کے بڑے بڑے خطوں کو ڈھانپ لے گا اور اس کے نیچے نہایت دردناک عذاب ہے۔ یہ ایٹمی دور کی بات ہے اور ایٹمی دور سے پہلے کے انسان کے خواب و خیال میں بھی یہ بات نہیں آ سکتی تھی۔ پس اس دعا میں ہمارے لئے قرآن کریم کی صداقت کا بھی ایک عظیم الشان نشان ہے۔ فرمایا: اے محمدؐ! ہم تجھ سے یہ کہتے ہیں کہ تو انتظار کر، ایک ایسا زمانہ آئے گا جبکہ ایک بہت بڑا دھواں دنیا کے عظیم خطوں کو ڈھانپ لے گا۔ يَّغْشَى النَّاسَ: یہاں خطوں کی بجائے لوگوں کا ذکر فرمایا ہے کیونکہ دراصل وہ دھواں ظالم انسانوں کو سزا دینے کے لئے ان پر مسلط کیا جائے گا۔ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ یہ تو بہت ہی دردناک عذاب ہے۔

اب بتائیے! اس زمانے کا انسان تو درکنار، آج سے ۱۰۰ سال پہلے کا انسان بھی کیا یہ تصور کر سکتا تھا کہ کوئی ایسا دھواں دنیا پر پھیلے گا جس کے نیچے بہت ہی دردناک عذاب ہے۔ سوائے ایٹمی دھوئیں کے اور کوئی دلیل اس دھوئیں کے تصور کی موجود ہی نہیں۔ جس کو یہ علم ہو کہ ایک ایٹم بم کے نتیجہ میں بہت خوفناک قسم کے بادل اٹھیں گے اور وہ دنیا کو ڈھانپیں گے اور جہاں جائیں گے وہاں عذاب پھیلاتے چلے جائیں گے۔ جب تک کسی کو یہ علم نہ ہو یہ بات نہیں کہہ سکتا۔ پس یقیناً یہ خدا کا کلام ہے۔ عالم الغیب خدا کا کلام ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کا کلام نہیں۔ آگے فرمایا کہ وہ اس وقت کیا دعا کریں گے۔

رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ۔

وہ یہ کہیں گے کہ اے خدا! اس عذاب کو ہم سے ٹال دے، ہم ایمان لے آئیں گے۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ جب تک یہ واقعہ نہ ہو اسلام کی طرف بنی نوع انسان کا رجوع نہیں ہوگا کیونکہ دھوئیں کا یہ عذاب بنی نوع انسان پر اس وقت آئے گا جبکہ بنی نوع انسان اکثریت کے لحاظ سے شریر ہونگے ورنہ تو خدا کی طرف سے اتنا خوفناک عذاب نیک بندوں پر نہیں آیا کرتا۔ اگر وہ ایمان لے آتے تو اس عذاب کے آنے کا سوال ہی باقی نہ رہتا۔ پس یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ اسلام کے قبول عام کے وقت سے پہلے لازماً نیوکلیئر بمز (NUCLEAR BOMBS) دنیا میں چلیں گے اور دنیا کی ترقی یافتہ قومیں جو چاہیں کریں اس قسم کی نیوکلیئر جنگ سے ہمیشہ کے لئے بچ نہیں سکیں گی۔ بالآخر ان کی غلطیاں ضرور انکو نیوکلیئر وارفیئر (WARFARE) پر مجبور کردیں گی اور اس کے نتیجہ میں دو باتیں پیدا ہونگی۔ بہت ہی خوفناک زہریلے دھوئیں کے بادل دنیا پر پھیلیں گے اور انسانوں کو شدید عذاب میں اور دردناک عذاب میں مبتلا کریں گے، دوسری بات یہ کہ اس کے نتیجہ میں وہ ایمان لانے کی طرف متوجہ ہو جائیں گے۔ اس سے پہلے بھی ہیروشیما اور ناگاساکی میں دو بم پھٹ چکے ہیں لیکن ان کے نتیجہ میں اتنا مؤمنوں کی آواز وہاں بلند نہیں ہوئی تھی اور نہ دنیا نے اسلام کی طرف توجہ کی۔ پس اس لئے میں قطعی اور یہ یقین رکھتا ہوں کہ اس آیت کا اور اس دعا کا تعلق آئندہ زمانے سے ہے اور جب تک بنی نوع انسان کو اس قسم کی خوفناک سزا کے ذریعہ جھنجھوڑا نہیں جائے گا اس وقت تک وہ اسلام کی طرف متوجہ نہیں ہوں گے۔ فرمایا

اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ۔

اب وہ نصیحت کیسے مانگ رہے ہیں۔ کس منہ سے یہ کہتے ہیں کہ ہم نصیحت پکڑیں گے وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ۔ ان میں ایک

کھلا کھلا رسول ظاہر ہو چکا ہے۔

پس یہ اسی زمانے کے کسی رسول کی بات ہو رہی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کی غلامی میں ایک ایسے رسول کا ذکر ہے جس نے ان کو تنبیہ کرنی تھی اور تنبیہ کر دی تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا گزشتہ ۱۴۰۰ سال میں ایک بھی انسان ایسا نہیں گزرا جس نے ایٹمی ہلاکت سے دنیا کو متنبہ کیا ہو۔ پس

اس آیت کا تعلق احمدیت سے

اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات سے ہے۔ آپ تمام بزرگوں کی تاریخ کا مطالعہ کریں۔ ۱۴۰۰ سال میں ایک بھی بزرگ ایسا نہیں ملے گا جس نے ایٹمی ہلاکت کا تصور خدا سے علم پا کر دنیا کے سامنے پیش کیا ہو۔ یا قرآن کریم کی اس آیت میں ذکر موجود ہے یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتایا کہ ایسی خوفناک جنگیں آنے والی ہیں یا ایسے خوفناک زلازل دنیا میں ظاہر ہونے والے ہیں جن کے نتیجہ میں بڑے وسیع خطہ ہائے ارض زندگی کی ہر قسم سے محروم رہ جائیں گے۔ اب یہ بات بہت ہی گہری قابل غور بات ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں جب کہ الہاماً آپ کو یہ خبر دی گئی تھی اس وقت تک ایٹم بم کے تصور کا تو کیا سوال ابھی ہوائی جہاز بھی ایجاد نہیں ہوئے تھے۔ ۱۹۰۵ء میں پہلی مرتبہ وہ معمولی سا جہاز ایجاد ہوا ہے جس کا امریکہ میں تجربہ کیا گیا تھا لیکن اس کو بھی دنیا نے مذاق کے طور پر لیا تھا۔ وہ کونسی ہستی تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بارہ میں متنبہ فرما رہی تھی کہ زمانے کے علاقے کے علاقے زندگی کی ہر قسم سے محروم رہ جائیں گے۔ جو کنوینشنل وارفیئر (CONVENTIONAL WARFARE) ہے اس کے نتیجہ میں انسان ہلاک ہو سکتے ہیں۔ جانور ہلاک ہو سکتے ہیں مگر جراثیم تو ہلاک نہیں ہو سکتے۔ حشرات الارض تو ہلاک نہیں ہوا کرتے۔ زندگی کی ہزاروں قسمیں ہیں جن پر دنیا کی خوفناک ترین جنگ بھی اثر انداز نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ وہ ایٹمی جنگ ہو۔ ایٹم بم کے نتیجہ میں زمین کی گہرائی تک زمین زندگی کی ہر قسم سے عاری ہو جاتی ہے اور یہ وہی دخان مبین ہے جس کی بات ہو رہی ہے۔ پس اس لئے میں نے یہ بات کھولی کہ اس دعا کا تعلق آنے والے وقت سے ہے اور اسی عذاب کے نتیجہ میں دنیا کو اسلام کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ پس ہم پر یہ مضمون کھل چکا ہے اس لئے ہمیں آج ان لوگوں کے لئے دعا کرنی چاہیئے کیونکہ عذاب کے وقت کی دعا قبول نہیں ہوا کرتی۔ جب ہم پر بات خوب روشن ہو گئی تو امن کی حالت میں اگر بے قراری سے بے چین لوگوں کے لئے دعا کی جائے تو ضرور مقبول ہو جایا کرتی ہے۔ پس آج جماعت احمدیہ کو یقین کے ساتھ کہ یہ آنے والا وقت ضرور ہے اور اس وقت کو احمدیت کی دعاؤں کے سوا کوئی چیز ٹال نہیں سکتی بڑی ہمدردی اور بہت ہی گہرے فکر کے ساتھ ایسے وقت سے بنی نوع انسان کے بچنے کے لئے دعا کرنی چاہیئے اور یہ دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو پھر ایمان نصیب فرما دے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے بعد پھر انشاء اللہ تعالیٰ اسلام کے غلبہ کے دن آئیں گے۔

آخری دعا جو اس ضمن میں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں اس میں وہی مضامین ہیں جو پہلے دہرائے جا چکے ہیں، صرف ایک نتیجہ خدا نے اس کے بعد ایسا نکالا ہے جس کو ہمیشہ ہمیں پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ وہ دعا یہ ہے اور یہ دعا بھی ایک امکانی دعا ہے یعنی کسی قوم کا ذکر نہیں فرمایا گیا کہ وہ یہ دعا کرتی ہے بلکہ فرمایا کہ ایک ایسا وقت آسکتا ہے جبکہ ہر انسان اس قسم کی دعا کرے۔ فرمایا

وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

(سورۃ المنافقون: آیت ۱۱)

فرمایا اس دن سے پہلے پہلے ہر اس چیز میں سے خرچ کرو جو ہم نے تمہیں عطا کی ہے۔ کون سے دن سے پہلے؟ من قبل ان یاتی احدکم الموت، اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے فیقول رب لولا اخرتنی الی اجل قریب؛ پھر وہ کہے، اے خدا! کاش تو نے مجھے کچھ تھوڑی سی اور مہلت دے دی ہوتی۔ فاصدق واکن من الصالحین؛ تو میں تیرے نشانات کی تصدیق کرتا اور صالحین میں سے نیک عمل کرنے والوں میں سے ہو جاتا۔ فرمایا:

وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

(سورۃ المنافقون: آیت ۱۲)

یاد رکھو جب کسی کی تقدیر آجائے، جب وقت مقررہ آجاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کسی جان کو مزید مہلت نہیں دیا کرتا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

اس میں

دو تین باتیں احمدیوں کے لئے قابل غور

ہیں اور ان کے لئے خوشخبری بھی ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ کا تعلق دعا سے تعلق پیدا کیا گیا ہے۔ فرمایا: اگر تم موت سے پہلے پہلے خدا کی راہ میں خرچ کرنے والوں میں سے ہو جاؤ تو پھر تمہاری آخری دعائیں بھی قبول ہو سکتی ہیں۔ لیکن اگر تم موت سے پہلے پہلے خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا سلیقہ نہ سیکھو یا اُس سے لطف اندوز ہونا نہ سیکھو تو پھر تمہاری موت کے وقت کی کوئی دعا قبول نہیں ہوگی۔ پس اس دنیا میں جماعت احمدیہ خدا کی راہ میں جو خرچ کرتی ہے، ان کے لئے بہت بڑی خوشخبری ہے اور حقیقت میں یہ دنیا میں ایک ہی جماعت ہے جو اس رنگ میں پورے انہماک اور جذبے اور ولولے کے ساتھ اور ایسے ولولے کے ساتھ جس سے وہ خود لطف اندوز ہوتی ہے خدا کی راہ میں اور نیک کاموں پر خرچ کر رہی ہے۔ میرے علم میں دنیا میں اور کوئی ایسی جماعت نہیں ہے۔ پس آپ کے لئے تو اس میں بہت بڑی خوشخبری ہے لیکن وہ احمدی جو احمدی ہونے کے باوجود خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کی لذت سے ناآشنا ہیں ان کے لئے انذار بھی ہے کیونکہ فرمایا کہ تم لوگ اس وقت سے پہلے پہلے خرچ کرو جبکہ تمہارے دل میں یہ خواہش پیدا ہوگی کہ اے خدا! ہمیں مہلت دے دے کہ کچھ اور نیک کام کر لیں۔ فرمایا وہ لوگ جنہوں نے نیک راہوں پر خرچ کیا ہوگا وہ مستثنیٰ ہیں۔ ان کے اوپر یہ وقت نہیں آئے گا۔ پس اگر آپ آج کی زندگی میں جو کچھ خدا نے آپ کو صلاحیتیں عطا کی ہیں یا جو کچھ مال اور دولت دیئے ہیں خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو آپ کو پر امن موت کی بشارت ہے آپ کو وہ موت نصیب نہیں ہوگی جس میں حسرت کے ساتھ انسان یہ کہے گا کاش مجھے اور مہلت ملتی تو میں خدا کے لئے کچھ کر لیتا۔ پس اللہ تعالیٰ جماعت کو ہمیشہ اسی حال پر قائم رکھے اور ایسی موت نصیب فرمائے جس موت کے متعلق اللہ تعالیٰ خود رضا کی نظریں ڈال رہا ہو۔ وہ نفس مطمئنہ ہمیں عطا کرے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ خود قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ جب اس کا میری طرف لوٹ آنے کا وقت آئے گا تو میں اسے کہوں گا کہ یٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ اے نفس مطمئنہ، اے میرے بندے اپنے رب کی طرف لوٹ آ۔ راضیۃ مرضیۃ:

(باقی ۱۵ پر)

قسط نمبر ۳

قادیان دارالامان میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی مصروفیات

ڈائری مورخہ ۴ تا ۸ جنوری ۹۲ء تسلسل کیلئے دیکھئے بدر ۲۳ جنوری ۱۹۹۲ء

نماز فجر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اور دیگر مبارک مزارات پر دعا کے لئے حسب معمول تشریف لے گئے بعد دعا واپس دارالمسیح تشریف لے آئے۔

آج قادیان سے دہلی روانہ ہونے کا پروگرام تھا۔ ۱۱ بجے کے قریب حضور ایدہ اللہ دفتر میں تشریف لائے اور مکرم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ ربوہ اور دیگر ناظر صاحبان کو جو واپس ربوہ تشریف لے جا رہے تھے' الوداعی ملاقات اور معانقہ کا شرف بخشا۔ نیز دو اور انفرادی ملاقاتوں کے بعد ماسٹر بھوپندر سنگھ صاحب عرف ماسٹر بی کے گھر تشریف لے گئے۔

ماسٹر بھوپندر سنگھ صاحب جن کا بچہ پریم ویر سنگھ جو تین سال کے لگ بھگ عمر کا ہوگا کی خواہش پر ایک روز صبح سیر کے دوران حضور انور ان کے گھر تشریف لے گئے تھے اور ان کی طرف سے پیش کردہ دودھ نوش فرمایا تھا۔ یہ بچہ حضور انور سے اس قدر مانوس ہو چکا ہے کہ اپنے والد کو مجبور کرتا ہے کہ وہ اُسے حضور انور سے ملانے کے لئے لے جائے۔ چنانچہ ۲۹ دسمبر کی شام کو جبکہ مسجد اقصیٰ میں مجلس شوریٰ بھارت کا اجلاس جاری تھا۔ سردار صاحب اس بچے کو لے کر دارالمسیح تشریف لائے اور انتظار میں حضور انور کے گھر کے دروازے کے پاس کھڑے رہے۔ کہ جب حضور مشاورت سے فارغ ہو کر تشریف لائیں تو یہ بچہ حضور انور کو دیکھ لے اور آپ سے پیار لے۔ شوریٰ کا اجلاس شام ۸ بجے تک جاری رہا اور ادھر یہ

> **رپورٹ مرتبہ مکرم ہادی علی صاحب چوہدری ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن**
>
> ضروری نوٹ:۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قادیان آمد اور دینی و جماعتی مصروفیات سے متعلق ایمان افروز رپورٹیں قبل ازیں بدر میں شائع کی جا چکی ہیں۔ اب وکالت تبشیر سے بقیہ رپورٹیں موصول ہوئی ہیں جو کہ قارئین کے اضافۂ علم و ایمان کے لئے من وعن شائع کی جا رہی ہیں۔ تاخیر کیلئے ادارہ معذرت خواہ ہے۔ (ادارہ)

بچہ انتظار کرتا کرتا اپنے باپ کی گود میں سو گیا۔ جب حضور انور تشریف لائے تو یہ بچہ گہری نیند سو چکا تھا۔ چنانچہ حضور نے اُسے پیار کیا۔ بچہ کے والد نے خدمت اقدس میں بڑے ادب اور بڑی آرزو سے یہ درخواست کی کہ ۴ جنوری کو اس بچے کی سالگرہ ہے حضور ضرور ہمارے گھر تشریف لائیں حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہم سالگرہ منانے اور تقریب منعقد کرنے کے قائل نہیں ہیں البتہ سالگرہ کی مبارکباد دینے کے لئے ضرور آئیں گے۔

اس وعدہ کے مطابق آج حضور انور برائے دہلی امرتسر کے لئے روانہ ہونے سے قبل ان کے گھر تشریف لے گئے۔ اس بچے کو پیار دیا اور تحفہ پیش کیا بطور ہدیہ کے والدین کو مبارکباد دی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز واپس دارالمسیح تشریف لائے اور جب حضرت بیگم صاحبہ[1] اور حضور انور کے دیگر اہل خانہ اور افراد قافلہ کاروں میں سوار ہو گئے تو یہ قافلہ جس میں ۱۱ کاروں کے علاوہ آگے اور پیچھے پولیس سکواڈ کی ایک

[1] حضرت سیدہ بیگم صاحبہ نور اللہ مرقدہا وفات پا چکی ہیں

ایک گاڑی بھی تھی روانہ ہو کر دوپہر ۵۰-۱۲ پر امرتسر پہنچ گیا۔ امرتسر میں CIRCUIT HOUSE (P.W.D.) REST HOUSE میں حضور انور مع اہل خانہ اور اہل قافلہ ٹھہرے وہیں نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں اور دوپہر کا کھانا کھایا۔ وہاں سے دو بجے روانہ ہو کر ۵ منٹ کے بعد حضور انور امرتسر ریلوے اسٹیشن پر تشریف لائے۔ اور 15-2 پر "شان پنجاب" ٹرین کے ایئر کنڈیشنڈ ڈبے میں مع اہل خانہ دہلی کے لئے روانہ ہوئے۔

یہ گاڑی 30-10 بجے شب دہلی اسٹیشن پر رکی جہاں سے حضور انور آپ کے اہل خانہ اور اہل قافلہ کاروں اور کوچ کے ذریعہ مسجد بیت الہادی دہلی میں پہنچے یہ سارا سفر بخیر و خوبی طے پایا۔ الحمد للہ

مورخہ ۵ جنوری ۱۹۹۲ء بروز اتوار۔ دہلی نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اپنی قیامگاہ میں تشریف لے گئے۔

صبح ۱۰ بجے سے ۳۰-۱ تک مختلف دفتری امور سرانجام دیئے نماز ظہر و عصر 30-1 بجے مسجد بیت الہادی، دہلی میں ادا کی گئیں۔

۳۰-۳ بجے حضور انور کی دہلی میں ایک WORLD PEACE CONFERENCE میں بطور چیف گیسٹ کے مدعو کیا گیا تھا لیکن بوجوہ حضور انور اس کانفرنس میں شامل نہیں ہوئے۔

نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے بعد حضور انور مسجد میں ہی تشریف فرما ہوئے۔ اور مجلس علم و عرفان کا انعقاد ہوا۔ یہ مجلس تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہی حضور انور نے احباب جماعت کے مختلف سوالوں کے جوابات کے علاوہ بعض احباب سے تعارف حاصل کیا اور بعض کو عند الطلب ہومیو پیتھک نسخے بھی دیئے۔

مسجد میں کم و بیش ایک سو سے زائد افراد مقیم تھے۔ جو ہندوستان اور بیرون ہندوستان اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہونے کے لئے یہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔

مورخہ ۶ جنوری ۹۲ء بروز سوموار۔ دہلی نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اپنی قیامگاہ میں تشریف لے گئے۔ (جو کہ مسجد کے ساتھ منسلک مشن ہاؤس "ایوان الہدیٰ" میں ہے)

صبح ۱۰ بجے محترمہ پریا وشوانا تھ صاحبہ اسسٹنٹ ایڈیٹر سنڈے ٹائمز آف انڈیا مشن ہاؤس آ کر حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا تفصیلی انٹرویو لیا جو کم و بیش ایک گھنٹہ پندرہ منٹ جاری رہا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ مسجد بیت الہادی کے سامنے سڑک سے اس پار آبادی "سنگم وہار" میں ایک پلاٹ پر دعا کے لئے تشریف لے گئے جہاں جماعت کی طرف سے ہومیو پیتھک و ایلو پیتھک ڈسپنسری قائم کی جانی مقصود ہے۔

بعد دوپہر ۴ بجے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ سے ملنے کے لئے راجہ گلاب سنگھ صاحب جو حضور انور کے کالج کے زمانے کے دوست ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

سکے ان کے خاندان سے دیرینہ تعلقات تھے، مع اپنے بیٹے کے تشریف لائے۔

بعد ازاں بعض اور ملنے والوں نے بھی حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔

نماز مغرب و عشاء شام ۶-۲۰ پر ادا کی گئیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور مسجد میں تشریف فرما رہے اور مجلس علم و عرفان شروع ہوئی۔ اس میں حضور انور نے مختلف علاقوں اور ملکوں سے آئے ہوئے افراد سے تعارف حاصل فرمایا اور بعض سوالات کے جواب دیئے اور کئی دوستوں کے لئے ہومیو پیتھک نسخے تجویز فرمائے۔ یہ مجلس تقریباً ۴۵ منٹ جاری رہی۔

۷ جنوری بروز منگل۔ دہلی

نماز فجر کے بعد حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اپنی قیامگاہ میں تشریف لے گئے۔

صبح 10-30 بجے مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان۔ مکرم نصیر احمد صاحب قمر پرائیویٹ سیکرٹری، مکرم آفتاب احمد خان صاحب امیر جماعت یو کے۔ صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب اور خاکسار ہادی علی ایڈیشنل وکیل التبشیر کی میٹنگ بلائی اور بعض امور کے بارہ میں مشورہ کیا اور آئندہ دنوں میں پروگراموں کا جائزہ لیا۔

۱۱ بجے، انڈیا میں انگریزی کے سب سے زیادہ شائع ہونے والا اخبار "انڈین ایکسپریس" جو سارے انڈیا میں بیک وقت دس مقامات سے شائع ہوتا ہے کے نمائندے MR. SUSHIL KUTTY نے حضور انور کا انٹرویو لیا۔ جو تقریباً نصف گھنٹہ جاری رہا۔

نماز ظہر و عصر ڈیڑھ بجے دوپہر ادا کی گئیں۔ ۳ بجے ہندوستان کے ایک بہت مشہور جرنلسٹ سردار خشونت سنگھ صاحب سابق ایڈیٹر ILLUSTRATED WEEKLY OF INDIA حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقات کے لئے مشن ہاؤس دہلی تشریف لائے۔

بعد ازاں ۴-۳۰ پر یہاں کے ایک بہت بڑے کالم نویس اندر ملہوترا صاحب مع اہلیہ اور ایک اور خاتون جرنلسٹ UMA VASUDEVA حضور انور سے ملنے کے لئے مشن ہاؤس تشریف لائے۔

نماز مغرب و عشاء ۶ بجے ادا کی گئیں۔ نمازوں کے بعد حضور انور ہندوستان کے مشہور جرنلسٹ اور کالم نویس مکرم کلدیپ نیئر صاحب جو کہ انگلستان میں انڈیا کے سابق ہائی کمشنر بھی رہ چکے ہیں کے گھر اُن کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ جہاں ۴۵ منٹ تشریف فرما رہے۔ وہاں سے رخصت ہونے کے بعد حضور ایدہ اللہ مکرم ہردیال سنگھ صاحب کھڑبندا صاحب کے گھر ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے جن کے بھائی مکرم سردار ہمت سنگھ صاحب آف جرمنی حضور انور سے غیر معمولی عقیدت اور محبت کا تعلق رکھتے ہیں اور ان کا سارا خاندان ہی حضور انور سے عقیدت و احترام میں ایک امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔

ہردیال سنگھ صاحب کو چند روز قبل دل کی تکلیف شروع ہوئی تھی جس کی وجہ سے وہ صاحب فراش تھے۔

انہوں نے اپنی ایک کار حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی استعمال کے لئے اور ایک مشن کے دیگر کاموں کے لئے مع ڈرائیور رزدی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز گذشتہ کئی روز سے گلے کی خرابی وغیرہ سے علیل ہیں۔ اس تکلیف میں بھی سب کام حسب معمول جاری ہیں۔ حضرت بیگم صاحبہ کی صحت بھی کمزور ہے۔

احباب جماعت سے بہت دعاؤں کی درخواست ہے۔

یہاں مکرم ڈاکٹر جعفر علی صاحب، آف امریکہ اور مکرم ڈاکٹر محمود احمد صاحب بٹ آف قادیان علاج کرنے کی سعادت پا رہے ہیں۔

۸ جنوری ۹۲ء بروز بدھ۔ دہلی

نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اپنی قیامگاہ میں تشریف لے گئے۔

صبح ۱۰-۳۰ پر مختلف خدام جو حیدرآباد اور بعض دوسرے شہروں سے ڈیوٹی کی غرض سے مشن ہاؤس میں مقیم ہیں نے حضور انور ایدہ اللہ سے شرف ملاقات حاصل کیا ان کی تعداد ۱۵ تھی۔ ان کے علاوہ تین فیملیوں نے بھی حضور انور سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ان انفرادی ملاقاتوں کے بعد خاکسار نے دفتری ڈاک خدمت اقدس میں پیش کی دنیا کے مختلف ممالک سے متعلقہ امور کے بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فیصلے اور ہدایات جاری فرمائیں۔

نماز ظہر و عصر ڈیڑھ بجے ادا کی گئیں۔

بعد دوپہر ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز مع فیملی مکرم راجہ گلاب سنگھ صاحب کی دعوت پر اُن کے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں سے ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ مسجد بیت الہادی تشریف لے آئے۔ اور نماز مغرب و عشاء کے بعد اپنی قیامگاہ میں تشریف لے گئے۔

حضور انور کی طبیعت گلے کی خرابی کی وجہ سے بدستور خراب ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ نیز حضرت بیگم صاحبہ کی صحت کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔

۹ جنوری ۹۲ء بروز جمعرات۔ دہلی

نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اپنی قیامگاہ میں تشریف لے گئے۔ حضور کی طبیعت بدستور خراب ہے اور جسم میں آج کچھ حرارت بھی رہی حضور انور نماز ظہر و عصر کے لئے ۱-۴۵ پر تشریف لائے۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد شام چھ بجے تک آرام فرمایا۔

سوا پانچ بجے حسب ذیل معززین حضور انور سے ملنے کے لئے تشریف لائے

۱۔ مکرم جے نارائن صاحب سینئر ایڈووکیٹ اور ان کا بیٹا

۲۔ مکرم ودیا ناتھ صاحب آئی۔ اے۔ ایس ریٹائرڈ سابق سیکرٹری ہیلتھ۔ گورنمنٹ آف انڈیا

۳۔ مکرم عبدالاحد صدیقی صاحب ڈی۔ جی آف پولیس سنٹرل ریزرو پولیس دہلی۔

مکرم سید فضل احمد صاحب سابق ڈی جی جی آئی آف پولیس بہار، ان کے بیٹے سید طارق صاحب، مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب، مکرم آفتاب احمد خان صاحب نے مشن ہاؤس میں ان کی چائے وغیرہ سے تواضع کی۔ حضور ایدہ اللہ تقریباً سوا چھ بجے ان سے ملنے کے لئے تشریف لائے اور چند منٹ ان کے ساتھ بیٹھ کر نماز مغرب و عشاء کے لئے مسجد تشریف لے آئے۔

(باقی آئندہ)

انعامی مقالہ

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے سال رواں کے لئے علمی مقالہ بعنوان "ہندوستان کی سیکولر تاریخ اور اس میں قیام امن کے ذرائع" تجویز کیا ہے مقالہ ۳۰ ہزار الفاظ پر مشتمل ہو۔ ٹھوس دلائل و مکمل حوالہ جات پر مبنی اور خوشخط، کاغذ کے دونوں اطراف حاشیہ چھوڑ کر لکھا گیا ہو۔ انٹرویو کے لئے ۲۵ نمبر ہیں۔ اوّل اور دوم آنے والے خدام کو علی الترتیب ۵۰۰ روپے اور ۳۰۰ روپے بطور انعام دیئے جائیں گے۔ مقالہ ۳۰ ستمبر ۹۳ء تک دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت قادیان میں پہنچنا ضروری ہے۔

قائدین مجالس سے گزارش ہے کہ ابھی سے خدام کو اس کے لئے تیار کریں۔

مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ بھارت قادیان

تجنید فارم جلد ارسال کریں

قائدین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جن مجالس نے ابھی تک اپنی تجنید مکمل کر کے دفتر خدام الاحمدیہ بھارت میں نہیں بھجوائی وہ جلد تجنید فارم مکمل کر کے بھجوا دیں۔

مہتمم تجنید مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

تاریخ میں مدفون خاموش اور مسلسل قربانیاں

قسط ۲ (آخری)

ایک نیک بی بی کی یاد میں

از مکرم مولانا محمد منور احمد صاحب سابق مبلغ افریقہ

کراچی سے ہمیں دارج میں ایک بحری جہاز میں جگہ ملی۔ مگر وہ ہمیں بمبئی پہنچا کر واپس چلا آیا۔ بمبئی میں ایک ہفتہ قیام کے بعد ہمیں دوسرا جہاز ملا جو مولانا شرما صاحب اور خاکسار کو مشرقی افریقہ لے گیا۔ مولانا شرما صاحب کو ٹانگانیکا اور مجھے کینیا جانا تھا۔ یکم اپریل ۱۹۴۸ء کو میں نیروبی پہنچا اور چند روز وہاں ٹھہرنے کے بعد مجھے صوبہ نیاترا میں تعینات کر دیا گیا۔

صوبہ نیاترا میں میرا قیام لوانڈا (LUANDA) میں تھا۔ وہاں اور بھی کئی مربی صاحبان موجود تھے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے خوب دل لگا کر کام کرنے کی توفیق پائی۔ وہیں مجھے اباجان کا خط ملا کہ آپ کی بیوی کی طبیعت ملتان میں خراب رہتی تھی۔ اس لئے انہیں ہم اپنے پاس بھیرپور لے آئے ہیں۔ ساتھ ہی انہوں نے اپنا ایک خواب لکھا کہ محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب ہمارے ہاں آئے ہیں اور مٹھائی تقسیم ہو رہی ہے۔ اس کی تعبیر بھی انہوں نے لکھ دی کہ آپ کے ہاں بیٹا ہوگا اور اس کا نام مبارک احمد رکھیں گے۔

ابھی لوانڈا ہی میں تھا کہ سات اکتوبر ۴۸ء کو عزیز مبارک احمد کی پیدائش کی خوشخبری مل گئی۔ لیکن میں نے عزیز کو اس وقت دیکھا جب اس کی عمر تقریباً چار سال کی ہو چکی تھی۔ اس وقت (یعنی ۱۹۵۲ء میں) ابا جان منٹگمری (موجودہ ساہیوال) میں مقیم تھے۔

۱۹۵۰ء میں اباجان نے مطلع فرمایا کہ میرے چچا (ان کے چھوٹے بھائی) نے لکھا ہے کہ ان کی بیٹی شادی کے قابل ہو گئی ہے۔ ان کی خواہش ہے کہ اعلان نکاح کر دیا جائے۔ میں نے جواباً عرض کیا کہ میں تو واقف زندگی ہوں۔ اپنے بارہ میں میں کچھ فیصلہ نہیں کر سکتا۔ پھر دوسری شادی کی حاجت بھی نہیں ہے۔ بیوی اور بچہ موجود ہیں۔ اس لئے اگر آپ ضروری سمجھیں تو حضور کی خدمت میں معاملہ پیش کر دیں۔ حضور نے رشتہ کرنے کی اجازت دے دی اور ساتھ ہی شرط لگائی کہ دونوں بیویوں کو افریقہ بھیجنا ہوگا۔

جب وکالت تبشیر کی طرف سے مجھے اس مضمون کا خط ملا۔ تو طبعی طور پر پریشانی ہوئی۔ لیکن مرتا کیا نہ کرتا۔ میں نے اباجان کو وکالت نامہ بھجوا دیا کہ وہ میری طرف سے رضامندی کا اعلان کر دیں۔ چچاجان نے خود ہی نکاح کا اعلان کر دیا اور مجھے اطلاع بھجوا دی گئی۔

نومبر ۱۹۵۲ء میں مجھے پاکستان آنے کی اجازت ملی۔ میرے پہنچنے سے پہلے میری دوسری بیوی ہمارے ہاں ساہیوال پہنچ چکی تھیں۔ لمبا عرصہ بیرون ملک رہنے کی وجہ سے میری صحت کافی خراب ہو چکی تھی۔ میں شادی کے موڈ میں نہیں تھا۔ لیکن اباجان نے خود ہی ۲۴ر نومبر کی تاریخ مقرر فرما دی۔ شادی کے لئے کسی کو مدعو نہیں کیا گیا تھا۔ دلہن کے والدین کو بھی اس تاریخ سے مطلع نہیں کیا گیا تھا۔ حتیٰ کہ جماعت ساہیوال کے کسی فرد کو اس کا علم نہیں تھا۔ ۲۴ر تاریخ کو والدین نے ہم دونوں کو ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا۔ اور شادی ہو گئی۔ بعد میں بذریعہ خط دلہن کے والدین کو اطلاع دے دی گئی کہ آپ کی بیٹی بیاہی گئی ہے۔

حضور کے فیصلے کے مطابق دونوں بیویوں کو افریقہ بھجوانا تھا۔ ان کے پاسپورٹ بنوائے گئے اور اپریل ۵۳ء میں عزیز مبارک احمد اور دونوں بیویوں کو ساتھ لیکر میں واپس نیروبی پہنچ گیا۔ چند ماہ نیروبی ٹھہرنے کے بعد ہمیں صوبہ نیاترا بھجوا دیا گیا۔ چونکہ کسومو شہر میں جماعت کی ایک عبادت گاہ "بیت محمود" مکرم محمد اکرم خاں صاحب غوری نے اپنے خرچ پر تعمیر کرا دی تھی۔ اور دارالجماعہ بھی مکمل ہونے والا تھا۔ اس لئے چند ماہ ادھر اُدھر رہائش کے بعد ہم مشن ہاؤس میں منتقل ہو گئے۔

۱۹۵۵ء میں مجھے جماعتی کاموں کے لئے نیروبی بلوا لیا گیا۔ چند ہی روز گزرے تھے کہ جناب غوری صاحب نے فون پر مجھے دوسری بیوی سے بچی کی ولادت کی خوشخبری سنائی۔ لیکن نیروبی میں ابھی کام ختم نہیں ہو پایا تھا۔ اس لئے مزید ایک ہفتہ قیام کر کے مجھے کسومو واپس جانے کی اجازت مل گئی۔

صوبہ نیاترا میں تین سال کام کرنے کے بعد ہماری تبدیلی نیروبی ہو گئی۔ کرائے کے مکانوں میں رہائش رہی۔ لیکن نیروبی کی آب و ہوا والدہ مبارک احمد کو راس نہ آئی۔ انہیں دمہ کی سخت تکلیف شروع ہو گئی۔ کسی علاج سے صحت حاصل نہ ہو سکی۔ آخر ڈاکٹر نے تبدیلی آب و ہوا کا مشورہ دیا۔ میں انہیں ایک ماہ کے لئے ساحلی شہر ممباسہ لے گیا۔ وہاں جاتے ہی ان کی صحت ٹھیک ہو گئی۔ ایک مہینہ کے بعد جب واپس نیروبی آئے تو نیروبی ریلوے سٹیشن پر پہنچنے سے پہلے ہی انہیں پھر دمہ کا عارضہ شروع ہو گیا۔ میری دوسری بیوی دن رات ان کی دیکھ بھال میں لگی رہتیں اور مجھے دینی کام کرنے کے لئے کافی وقت مل جاتا۔

اگست ۵۸ء میں مجھے دو ماہ کے لئے کینیا سے باہر جانے کا حکم ملا اس کے لئے میں بخوشی تیار ہو گیا۔ کیونکہ مجھے یقین تھا کہ میری غیر حاضری میں بھی دونوں بیویاں حسب معمول ایک دوسری کا بھی اور بچوں کا بھی عمدگی سے خیال رکھیں گی۔ فی الحقیقت ایسا ہی ہوا۔ جب میں شمالی روڈیشیا (موجودہ زمبیا) اور نیاسالینڈ (موجودہ ملاوی) کا دورہ مکمل کر کے واپس نیروبی پہنچا تو خدا تعالیٰ کے فضل سے سب کو امن و سکون سے رہتے ہوئے پایا۔

۶۰ء کے اواخر میں ہم پاکستان واپس لوٹے۔ ربوہ میں تحریک جدید کے پاس کوئی کوارٹر خالی نہیں تھا۔ حضرت منشی محمد حیات خاں صاحب محلہ دارالیمن میں مقیم تھے مبارک احمد اور ان کی والدہ کو وہاں چھوڑا اور دوسری بیوی کو ان کے میکے پہنچا آیا۔ میں خود کبھی ربوہ اور کبھی سرائے سدھو آتا جاتا رہا۔ حتیٰ کہ ایک دن برادرم مکرم مولانا غلام باری سیف صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ ان کے محلہ فیکٹری ایریا میں ایک مکان برائے فروخت ہے۔ پانچ مرلہ زمین پر تعمیر شدہ ہے۔ گھر والوں سے مشورہ کے بعد اور اباجان سے کچھ رقم حاصل کرنے کے بعد مکان کا سودا ہو گیا۔ میں محترم سیف صاحب کا جو میرے ہم جماعت اور بڑے محبت کرنے والے ہیں کا ہمیشہ ممنون رہا ہوں کہ انہوں نے اس محلہ میں مجھے چھوٹا سا گھر دلوا کر صاحب جائیداد بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں دونوں جہانوں میں اجر عظیم عطا فرمائے۔

۶۱ء میں بچوں کو ربوہ میں چھوڑ کر واپس کینیا چلا گیا وہاں سے مجھے ٹانگانیکا مشن کا انچارج بنا کر دارالسلام بھجوا دیا گیا اور ہر مشن براہ راست مرکز ربوہ کے سامنے جوابدہ بن گیا۔

میری غیر حاضری میں بھی میری دونوں بیویوں کا باہم معاملہ غیر معمولی طور پر قابل تعریف رہا۔ کبھی جھگڑے کی نوبت نہ آئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ صرف میں ہی واقف زندگی نہ تھا۔ میری دونوں بیویاں بھی عملاً اپنے آپ کو دینی خدمت کے لئے وقف

کر چکی تھیں۔ ان کی ہمیشہ یہ خواہش اور کوشش رہی کہ وہ مجھے خدمت دین کے لئے زیادہ سے زیادہ فرصت مہیا کریں۔

ہماری یہ حالت دیکھ کر بعض دفعہ ناواقف عورتیں والدہ مبارک احمد سے دریافت کرتیں کہ کیا یہ آپ کی بیٹی ہیں۔ تو وہ کہتیں۔ یہ مولوی صاحب کی دوسری بیوی ہیں۔ یہ سن کر وہ متعجب ہوتیں کہ بظاہر تو ایسا معلوم نہیں ہوتا والدہ مبارک احمد نے کبھی سوت یا سوکن کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ نہایت صبر و تحمل بلکہ محبت اور شفقت کا سلوک ایک دوسری سے کرتی رہیں۔ اللہ تعالے انہیں اس بے نفسی کا احسن بدلہ دے۔

عزیزہ امۃ الباسط ایاز صاحبہ نے والدہ مبارک احمد کی وفات کی خبر روزنامہ الفضل میں پڑھ کر لندن سے ہمیں تعزیتی خط لکھا ہے۔ اس میں بڑے افسوس کے اظہار کے علاوہ انہوں نے لکھا ہے کہ آپا آمنہ مثالی بیوی تھیں۔

اس بات میں شک ہی کیا ہے کہ عورت کی فطرت چاہتی ہے کہ اسے خاوند کی پوری محبت حاصل رہے۔ کسی قسم کی شراکت اسے کلیۃً ناپسند ہوتی ہے۔ لیکن والدہ مبارک اکثر کہا کرتی تھیں کہ جب شریعت نے مرد کے لئے تعدد ازدواج کی گنجائش رکھی ہے اور حضور نے بھی آپ کو دوسری شادی کی اجازت دے دی ہے۔ تو میں اسے ناپسند کیسے کر سکتی ہوں۔ گویا نفس بالکل مار دیا گیا تھا۔

صرف اسی پر بس نہیں۔ والدہ مبارک مجھ سے انتہائی احترام کا سلوک کرتی تھیں میاں بیوی میں محبت تو ہوتی ہے لیکن ان میں ادب کا مادہ انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔ باون سال کی ازدواجی زندگی میں انہوں نے کبھی میرے متعلق ایسے الفاظ استعمال نہیں کئے جن میں کسی قسم کی درشتی اور ہتک پائی جاتی ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس لحاظ سے بھی وہ مثالی بیوی تھیں۔ ورنہ عام انگریزی مقولہ ہے کہ محبت اور لڑائی میں سبھی کچھ جائز ہوتا ہے۔

والدہ مبارک احمد نے قرآن شریف پڑھانے میں بے حد کام کیا ۳۳ سال تک وہ اس محلہ میں رہی ہیں۔ لجنہ کے دوسرے کاموں کے علاوہ بہت سے بچوں اور بچیوں کو انہوں نے قرآن مجید ناظرہ سکھایا۔ ان کے شاگرد ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔

چند روز پہلے عزیزم مظفر محمود احمد صاحب مربی سپین نے والدہ مبارک احمد کی وفات کی خبر سن کر لکھا "وہ ہماری معلمہ تھیں۔ اور بچوں سے بہت پیار کرنے والی ہستی تھیں۔ اللہ تعالے انہیں غریق رحمت کرے اور آپ سب کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔"

غریب عورتوں کے ساتھ ان کا سلوک بھی مثالی تھا۔ کسی کو اپنے سامنے زمین پر بیٹھنے نہیں دیتی تھیں۔ ہمیشہ چارپائی یا کرسی پیش کرتیں اور نقد جنس یا کپڑوں سے ان کی مدد کرتیں۔

مالی قربانی یا چندوں کی ادائیگی میں بھی ان کا قدم بہت آگے تھا۔ پانچویں حصہ کی وصیت تو انہوں نے قادیان ہی میں کر دی تھی جو چھ جون ۹۲ء تک (جو ان کا یوم وفات تھا) باقاعدگی سے ادا کرتی رہیں۔ آخری رسید کی تاریخ چھ جون ہی ہے۔

تحریک جدید۔ وقف جدید اور لجنہ کے فرض اور طوعی چندہ جات بھی باقاعدگی سے ادا کرتی رہیں۔ گزشتہ رمضان میں میں نے انہیں بتایا کہ ہمارے حلقہ کی بیت سلام کا بر آمدہ بن رہا ہے۔ میں اس میں اپنا چندہ ادا کر آیا ہوں۔ یہ سنتے ہی پچاس روپے کا نوٹ مجھے دیا کہ میری طرف سے بھی ادا کر دیں۔ میں نے کہا کہ صدر صاحب محلہ ہذا نے اعلان کیا ہے کہ محلے والوں سے سو روپے کم از کم لئے جائیں۔ اس پر وہ سو روپے لے آئیں یہ آخری نفلی چندہ تھا جو خدا کے گھر کی تعمیر کے لئے انہوں نے دیا۔

ریٹائر ہونے کے بعد میں نے کوشش کی کہ انکا وصیت کا چندہ فاضل رہے۔ کئی بار خدا تعالیٰ کے فضل سے دفتر بہشتی مقبرہ سے ہمیں واضلہ کی اطلاع ملی میں نے دونوں بیویوں کی وصیت اسی لئے کرائی تھی کہ جس طرح ہم نے دنیا میں پر سکون اور خوشگوار زندگی گزاری ہے۔ اگر خدا تعالے نے چاہے تو آخرت میں اس سے بھی بہتر ماحول میں زندگی گزرے۔ وہاں نہ بیماری ہوگی۔ نہ بڑھاپا اور نہ جنت سے نکالے جانے کا ڈر وہاں تو موت قدم بھی نہ رکھ سکے گی بالخصوص والدہ مبارک جیسی نیک صورت اور فرشتہ سیرت بی بی سے تو جدا ہونے کو ایک لمحہ کے لئے دل نہیں چاہتا تھا۔ خدا تعالے کی مشیت نے عارضی طور پر ہمیں جدا کیا ہے۔ امید ہے کہ بہت جلد ہم ان سے جا ملیں گے۔ ان کی وفات پر کافی دن گزر گئے ہیں۔ پھر بھی کبھی کبھی دل سے آواز اٹھتی ہے کہ

کسی نظر کو تیرا انتظار آج بھی ہے
کہاں ہو تم کہ یہ دل بے قرار آج بھی ہے

والدہ مبارک احمد کی کئی نیک خواہشات اللہ تعالے نے پوری فرمائیں پہلی تو یہی بیٹا ہونے کی خواہش۔ جو سات سال کے بعد نہایت عمدہ رنگ میں پوری ہوئی۔ عزیز کی پیدائش سے پہلے ہی انہوں نے بچے کو دین کے لئے وقف کرنے کا ارادہ کیا ہوا تھا۔ اسی نیت سے انہوں نے اس کی اچھی تربیت کی اور ہر روز دعائیں کرتے ہوئے اسے پروان چڑھایا۔ جب عزیز نے ایم اے اسلامیات کا امتحان پاس کر لیا تو حضرت امام ثالث نے ان کا عارضی وقف قبول فرماتے ہوئے سیرالیون بھجوا دیا۔ پھر حضرت امام رابع نے ان کا مستقل وقف قبول فرمالیا اور تعلیمی فرائض کے ساتھ ساتھ دعوت الی اللہ کی خدمت بھی سپرد فرمائی۔ والدہ کے لئے یہ امر بڑے اطمینان کا باعث ہوا۔

سیرالیون سے واپس آنے میں جب عزیز موصوف نے دیر لگائی تو ممتا نے جوش مارا۔ اور اکلوتے بیٹے سے ملاقات کی خواہش دل میں بے قراری سے کروٹیں لینے لگی۔ مجھے بار بار کہتیں کہ مبارک کو منگوانے کے لئے درخواست کریں۔ ان کی بصارت کمزور ہو رہی تھی اور ڈرتی تھیں کہ اگر بہت دیر سے واپسی ہوئی تو شاید ان کی بے نور آنکھیں اپنے بیٹے کو دیکھ بھی نہ سکیں۔ میں نے عزیز کو لکھا۔ پیارے حضور نے ان کو واپسی کی اجازت مرحمت فرمائی اور اپنی والدہ کی وفات سے قریباً پونے دو سال قبل وہ ربوہ آ گئے میری ان سے ملاقات بارہ سال کے بعد ہوئی۔

والدہ مبارک احمد کی چار پوتیاں ہیں۔ ان کے رشتوں کے بارہ میں انہیں فکر رہتا تھا اور ہر وقت دعاؤں میں لگی رہتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے نیک ساتھی مہیا فرمائے۔ عزیز کی واپسی کے بعد اللہ تعالے نے ایسا فضل فرمایا کہ بڑی تینوں پوتیاں نیک گھرانوں کے نیک نوجوانوں سے منسوب ہو گئیں ان میں سے ایک کی تو جنوری ۹۲ء میں شادی بھی ہو گئی۔ ان سب تقریبات میں بصد مسرت و انبساط شامل ہوئیں۔

والدہ مبارک کی بڑی خواہش تھی کہ میری زندگی میں ان کی وفات ہو۔ اس خواہش کا اظہار انہوں نے شادی کے معاً بعد کرنا شروع کر دیا تھا۔ شاید یہی دعا بھی کرتی ہونگی۔ باون سال میری زوجیت میں گزارنے اور عمر میں مجھ سے چھوٹی ہونے کے باوجود اللہ تعالے کے حضور حاضر ہونے میں سبقت لے گئیں۔ ان کی خواہش اور دلی تمنا تو پوری ہو گئی۔ مگر مجھے سوگوار کر گئیں

جسم سلگا ہے تیری یاد میں ایندھن کی طرح
آنکھ برسی ہے ترے نام سے ساون کی طرح

والدہ مبارک کو شوق تھا کہ جب وہ فوت ہوں تو میں ان سے راضی ہوں۔ انہوں نے سنا ہوا تھا کہ جس بیوی پر خاوند خوش ہو وہ جنتی ہوتی ہے۔ گزشتہ عید الفطر کے روز میری طبیعت سخت خراب تھی۔ اس عید سے پہلے ساری جماعت پر جو قیامت گزر گئی تھی اس نے مجھے سخت بے چین کر رکھا تھا۔ بار بار خیال آتا کہ ہمارے پیارے امام آج عید کیونکر منائیں گے۔ ذرا سی حرکت سے بھی دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی اور پوری تیاری کے باوجود میں نے نماز عید کے لئے نہ جانے کا فیصلہ کیا (یہ اکیلی نماز عید ہے جس سے میں محروم رہا ہوں)۔ والدہ مبارک کی طبیعت بھی خراب تھی۔ وہ بھی عید کے لئے نہ جا سکیں۔ معلوم نہیں۔ انہیں کیا خیال آیا کہ آہستگی

سے مجھے کہا کہ زندگی کا اعتبار نہیں اس لئے بہتر ہے کہ ایک ... دوسرے کی غلطیاں معاف کر دیں۔ میں نے انہیں تسلی دلائی کہ ان کی طرف سے میرا دل ہمیشہ صاف رہا ہے۔ نہ اب نہ پہلے کبھی میں ان سے ناراض ہوا ہوں۔ خوشی سے ان کا چہرہ تمتما اٹھا کیا معلوم تھا کہ وہ مجھ سے رخصت ہونے کی اجازت طلب کر رہی ہیں۔ کیونکہ اس معافی کے جلد بعد وہ یہ جہان فانی ہمیشہ کے لئے چھوڑ گئیں۔

ان کی وفات سے پہلے اللہ تعالےٰ کی تقدیر کا ایک عجیب پہلو سامنے آیا بڑی عید سے چند دن پہلے انہوں نے مجھ سے کہا کہ میرا برقعہ بوسیدہ ہوگیا ہے میں نے پوچھا پھر کیا ارادہ ہے کہنے لگیں نیا خریدنا چاہئے کتنا خرچ ہوگا؟ دو سو روپے خوش قسمتی سے میری جیب میں پانچ سو روپے کا نوٹ تھا وہ میں نے انہیں دے دیا اور کہا کہ عید سر پر آگئی ہے اور بھی جو کچھ لینا ہو لے لیں اگلے ہی روز وہ برقع کے لئے کپڑا اور کچھ کپڑے وغیرہ لے آئیں اور اپنی بہو سے کہا کہ جلدی جلدی میرے لئے برقعہ سی دیں باقی کپڑے تو سل گئے برقعہ کے صرف بٹن بنوانے باقی رہ گئے تھے کہ وہ عید سے پہلے ایک سفید و براق کپڑا ..... کفن ..... زیب تن کرکے عید منانے چلی گئیں۔

میں نے اسکے بعد کئی بار سوچا ہے کہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہی ہے کہ ہم کئی اچھی اچھی چیزیں کھاتے اور پہنتے ہیں اور یہ محسوس بھی نہیں کرتے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کے اذن سے ہو رہا ہے ورنہ اگر وہ نہ چاہے تو ہم کسی چیز کے استعمال کا بھی حق نہیں رکھتے۔

مجھے یاد آیا کہ والدہ مبارک میں شکر کا بھی بے انتہاء جذبہ تھا اکثر کہا کرتیں کہ اللہ تعالےٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اس کے فضل سے ہماری تمام ضروریات پوری ہو جاتی ہیں کھانے کے لئے تمام پسندیدہ اشیاء مل جاتی ہیں پہننے کے لئے اچھا کپڑا مہیا ہو جاتا ہے۔

جب کسی شخص کے متعلق سنتیں کہ مالک مکان اپنے کرایہ دار سے کرائے کا تقاضا کر رہا ہے اور وہ لیت و لعل کر رہا ہے یا مالک مکان اپنے کرایہ دار سے مکان خالی کرنے کا مطالبہ کر رہا ہے تو خدا تعالےٰ کا بہت شکر ادا کرتیں کہ اس نے اپنے فضل سے ہمیں گھر عطا فرما دیا ہے ہمیں نہ کرایہ ادا کرنے کا فکر نہ مکان خالی کرنے کے نوٹس کا خطرہ۔

والدہ مبارک ہمیشہ دعا کرتی تھیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں چلتی پھرتی اس دنیا سے لے جائے۔ چارپائی پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنا انہیں سخت ناپسند تھا ان کی یہ خواہش بھی پوری ہوگئی جمعہ کے روز صبح کے وقت انہوں نے سینے میں درد کی شکایت کی ہم نے سمجھا گیس کی شکایت کی وجہ سے ہے اس کے ازالہ کے لئے جتنی ایلوپیتھی یونانی ہومیوپیتھک دوائیں گھر میں موجود تھیں سب استعمال کروائیں مگر درد تھا کہ تھمنے کا نام نہیں لیتا تھا عزیز مبارک احمد عزیزم ڈاکٹر خالد صاحب کو گھر بلا لائے انہوں نے بتایا کہ دل کا شدید حملہ ہوا ہے۔ فوراً ایمرجنسی وارڈ میں لے جائیں بلکہ وہ خود ایک کار میں ان کو اپنے ساتھ فضل عمر ہسپتال لے گئے تمام ڈاکٹر اور نرسیں خدمت کے لئے حاضر ہوگئیں شام کو دوسرا حملہ ہوا صبح سات بجے تیسرا حملہ ہوا۔ ہمارے ڈاکٹر صاحبان تمام دوائیں جو اس حملے کو کمزور کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں کراتے رہے لیکن جانے والوں کو کہاں روک سکا ہے کوئی خدا تعالےٰ نے والدہ مبارک کی دعا قبول کر لی اور وہ دیکھتے دیکھتے دنیا کے جھمیلوں سے پلہ چھڑا کر ہمیں حیران و پریشان چھوڑ گئیں۔

وہ ہمیشہ ہمیں اچھا مشورہ دیا کرتی تھیں اب ہمیں ان کی کمی شدت سے محسوس ہوتی ہے لیکن دعا کے سوا چارہ نہیں کہ اللہ تعالےٰ خود ہماری دستگیری فرمائے ان کے درجات بلند فرمائے اور دل بے قرار کو قرار عطا فرمائے۔

میں اپنی طرف سے اور اپنے اہل و عیال کی طرف سے فضل عمر ہسپتال کے تمام عملہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہماری مریضہ کے علاج میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ اللہ تعالےٰ سب کو جزائے خیر دے۔

دفتر وصیت و بہشتی مقبرہ نے بھی حساب کتاب نپٹانے میں جلدی کی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کی اجازت مرحمت فرمائی ان سب کے ہم ممنون ہیں۔

نیاٹری ایریا کے خدام و انصار نے خصوصی محبت و تعاون کا مظاہرہ کیا۔ ساری رات جون کو رات کے ساڑھے تین بجے بیدار ہو کر بیدل جنازہ بیت المبارک لے گئے جہاں نماز جنازہ مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے فجر کی نماز کے بعد پڑھائی۔ تمام نمازی اس میں شریک ہوئے۔ پھر خدام و انصار میت کو بہشتی مقبرہ لے گئے اور تدفین و آخری دعا میں شامل ہوئے جو محترم ناظر صاحب اصلاح و ارشاد نے کرائی۔ ان تمام حضرات، علماء کرام اور عزیز نوجوانوں کے ہم دل سے شکرگزار ہیں اللہ تعالےٰ ان سے ہمیشہ راضی رہے۔

وفات کی خبر پا کر حضرت چھوٹی آپا صاحبہ محترمہ (اطال اللہ بقاءھا و متعنا بھا) اور دوسری مقدس خواتین غریب خانہ کو برکت دینے اور ہمارے دکھتے دلوں پر دعاؤں کا مرہم رکھنے ہمارے ہاں تشریف لائیں اللہ تعالےٰ ان سب کی پاک زندگیوں میں برکت دے اور دکھوں سے دور رکھے۔

جناب پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ، تحریک جدید کے وکلاء حضرات، صدر انجمن کے ناظر صاحبان، مجالس انصار اللہ و خدام الاحمدیہ کے صدر صاحبان اور دیگر معزز کارکنان میرے پیارے مربی بھائی اور بیرونی مشنوں سے واپس آئے ہوئے ڈاکٹر صاحبان، اساتذہ اور مربی صاحبان وقف جدید اور مجلس نصرت جہاں کے افسران اور خواتین یہاں تشریف لاکر ہمارا غم بانٹتے رہے۔ اللہ تعالےٰ ان سب کے دکھوں کا مداوا فرمائے اور خوشیوں سے ان کے آنگن بھر دے۔

محترم مولانا سیفی صاحب اور ان کے عملہ کے جناب یوسف سہیل شوق صاحب ہمارے خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں کہ وہ نہ صرف یہاں تشریف لائے بلکہ وفات کی خبر کو بھی ہمارے موقر جریدہ الفضل میں بہت جلد شائع فرمایا۔ اس خبر سے علم پاکر اور بعض دیگر ذرائع سے معلوم ہونے پر اندرون ملک اور بیرون ملک ہمارے احباب مربی صاحبان اور دیگر حضرات اور نوجوانوں اور بچیوں نے ہمارے اس صدمہ پر شدید افسوس کا اظہار کیا ہے اور ہم سب کو دعاؤں سے نوازا ہے۔

مشرقی و مغربی افریقہ، لندن، امریکہ اور دوسرے ملکوں سے پیارے مجاہدین اور محسنوں نے خطوط و زبانی پیغامات اور ٹیلیفون کے ذریعہ ہمارا دکھ بانٹا ہے ہم ان تمام ملکی و غیر ملکی احباب و خواتین کا شکریہ ادا کرتے ہیں

عزیزم مبارک احمد اور اس کی بچیوں کے لئے خصوصی درخواست دعا کرنا چاہتا ہوں۔ سب نے اس صدمہ کو بڑی ہمت سے برداشت کیا ہے سب احباب و خواتین دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ماں باپ کے اس اکلوتے اور چہیتے واقف زندگی فرزند کو صبر و استقامت سے زیادہ سے زیادہ دینی خدمات بجالانے کی توفیق بخشے۔ پیارے آقا سیدنا امام جماعت کے ارشادات کی فرماں برداری اور حضور پرنور کی دعائیں حاصل کرنے کی سرفرازی بخشے۔

غیر از جماعت خواتین نے بھی گھر آکر بڑے دکھ کا اظہار کیا ہے ایک غیر از جماعت خاتون ہمارے ہاں آئیں اور مجھے مخاطب کرکے کہا آپ کی بیوی گھر میں چلتی پھرتی بہت خوبصورت لگتی تھیں مگر کفن پہننے کے بعد تو یوں لگا کہ ان کے چہرے پر نور کی بارش ہو رہی ہے۔ ان کی موت یقیناً ولیوں والی (یعنی اولیاء اللہ کی) موت تھی ان تمام بہنوں کا بھی شکریہ مولا کریم سب کو اپنا پیار اور رضا حاصل کرنے کی توفیق بخشے اے اللہ تو ہماری دعائیں قبول فرما۔ آمین۔

ولادت

مکرم مولوی نذیر احمد صاحب مشتاق مبلغ سلسلہ احمدیہ کے ہاں ۲۷ جنوری کو پہلا بیٹا تولد ہوا۔ ... کی صحت و سلامتی درازی عمر ... درخواست دعا ہے (محمد ... مبلغ سلسلہ)

تبلیغی و تربیتی مساعی

چندیگڑھ میں تبلیغی کیمپ

موسم بہار میں مدرسہ احمدیہ کی تعطیلات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے امسال بھی درجہ اولیٰ و فصل ثالث مدرسہ احمدیہ قادیان کے دس طلباء پر مشتمل ایک وفد کو مورخہ ۱ تا ۱۵/۴ چندیگڑھ میں تبلیغی کیمپ لگانے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ

چندیگڑھ اوّل درجہ PLANNED شہر ہے۔ جو وسیع علاقہ پر واقع (پنجاب اور ہریانہ) کا دارالحکومت ہے۔ اس کی آبادی تقریباً چھ لاکھ ہے۔ جو کل ۴۷ سیکٹروں پر منقسم ہیں۔ یہاں کے لوگ تعلیم یافتہ اور ہر مذہب کے بارہ میں وسیع مطالعہ رکھتے ہیں۔ چندیگڑھ میں محترم ایم اے۔ لطیف صاحب صدر جماعت احمدیہ چندیگڑھ کے مکان پر ہماری رہائش کا انتظام کیا گیا۔ تبلیغی پروگرام میں سہولت کے لئے خدام کو تین گروپوں میں تقسیم کر کے شہر کے مختلف حلقوں میں بھیجا جاتا رہا۔

شہری علاقہ کے اردگرد کئی دیہات بھی ہیں۔ جو کہ چندیگڑھ کے دیہاتی علاقے ہیں۔ تبلیغی پروگرام کی سہولت اور ترتیب کی خاطر کام کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہر روز کچھ خدام دیہاتی علاقوں میں اور کچھ خدام شہری علاقہ میں تبلیغ کے لئے جاتے۔

چندیگڑھ کے ہر سیکٹر میں مسلمان بستے ہیں۔ لہٰذا ہر روز پروگرام کے مطابق نقشہ میں بالترتیب کچھ سیکٹروں کو چن کر تبلیغ کے لئے نکلتے اور وہاں پر بسے مسلمانوں سے مل کر ان کی حالت دریافت کرتے اور دینی گفتگو ہوتی جسے لوگ دلچسپی اور ذوق سے سنتے۔ چندیگڑھ میں ڈش انٹینا کا انتظام ہونے کی وجہ سے انہیں Muslim Television Ahmadiyya کے بارہ میں بتایا گیا تو انہوں نے وعدہ کیا کہ ہم انشاء اللہ آپ کے خلیفہ صاحب کا خطبہ سنیں گے۔ اسی طرح کئی مساجد میں گئے اور وہاں کے امام صاحبان سے ملے اور گفتگو کی اور پیغام حق پہنچایا۔ الغرض تقریباً ہر سیکٹر کے مسلمانوں تک پیغام پہنچانے کی کوشش کی۔

چندیگڑھ کے گرد و نواح کے ہر دیہات میں مسلمان بستے ہیں۔ بعض گاؤں میں تو مسلمانوں کی نہایت خستہ حالت ہے۔ پروگرام کے تحت ہم نے ان دیہات کا دورہ کیا۔ اور وہاں کے مسلمانوں سے ملے۔ اور ان کے حالات دریافت کئے۔ اور ان تک پیغام حق پہنچایا۔ مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے چندیگڑھ کے مبلغ صاحب کے پاس آنے کا وعدہ کیا۔

مورخہ ۹/۴/۹۳ کا دن عیسائیوں کے لئے Good Friday تھا اس دن چندیگڑھ کے دو بڑے گرجہ گھروں میں جاکر عیسائیوں کو لٹریچر تقسیم کیا۔ اور وہاں کے پادری صاحب سے گفتگو کی۔

موہالی جو کہ چندیگڑھ کے ساتھ پنجاب کا ایک شہر ہے۔ وہاں پر بھی ہم نے تبلیغ کی۔ مساجد کے امام صاحبان سے گفتگو کی اور اُن کے سوالات اور اعتراضات کے جوابات دیئے گئے۔ پھر وہاں پر مورخہ ۹/۴/۹۳ کو بیساکھی میلہ میں جاکر تبلیغ کی۔ اور مسلمانوں سے تبادلہ خیالات کیا۔ چندیگڑھ شہر میں FOOT PATH پر کہیں بھی بغیر اجازت کوئی اسٹال یا دکان لگانا منع ہے۔ بلکہ روزانہ ایک ہزار روپے لے کر اسٹال لگانے کی اجازت دیتے تھے۔ بالآخر دوسرے دکانداروں کے ساتھ FOOT PATH پر بک اسٹال لگایا گیا۔ جس پر کافی کتب فروخت ہوئیں۔ تیسرے دن وہاں کے افسران آئے اور بغیر اجازت بک اسٹال لگانے پر ہماری کتب و اسباب کو اٹھا کر ESTATE OFFICE میں لے گئے۔ جب وہاں سے ہم اپنے کتب واپس لینے گئے تو دفتر کے کارکنان و افسران نے کتابوں کے بارہ میں جانکاری چاہی ہر ایک نے ہماری کتب میں سے ایک ایک لے کر مطالعہ شروع کر دیا۔ گویا ان سے جماعت کا تعارف ہوا۔ اور وہ ہمارے عقائد سے متاثر ہوئے۔ آخر کار وہاں کے افسر صاحب نے ہمیں طالب علم ہونے کی وجہ سے تمام کتب و اسباب واپس کر دیئے۔

شہر و دیہات میں تبلیغ کے ساتھ ہر ایک جگہ مناسب حال لٹریچر تقسیم کیا۔ اس مرتبہ ہر سیکٹر میں جاکر ہر گھر کے LETTER BOX میں پمفلٹ ڈالا اور روزانہ تقریباً ڈھائی سو تک پمفلٹ تقسیم کرتے تھے۔ جن کا مجموعی اندازہ چار ہزار کے قریب ہے۔ یہ پمفلٹ گرودوں میں۔ ویساکھی میلہ۔ افریقن احباب۔ بک اسٹال۔ بازاروں میں نیز ۱۷ اور ۱۵ سیکٹر کے بڑے بڑے دکانداروں اور گرجہ گھروں اور دیہاتوں میں تقسیم کئے گئے۔ تبلیغ کے لیے کئی قسم کی مشکلات بھی پیش آئیں تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں چندیگڑھ جیسے معروف شہر میں پیغام حق پہنچانے کی توفیق ملی۔

(طلباء درجہ اولیٰ مدرسہ احمدیہ قادیان)

سونگھڑہ میں جلسہ پیشوایان مذاہب

آل اڑیسہ خدام الاحمدیہ اجتماع کے موقعہ پر مختلف جماعتوں کے قائدین مجالس و بزرگان تشریف لائے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پیشوایان مذاہب کا جلسہ ۱۲ر فروری کو منعقد کیا گیا۔ قبل ازیں ایک دعوتی کارڈ چھپوا کر قرب و جوار کے مسلمان ہندو، عیسائی معززین کو بھجوایا گیا۔ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ بھی تشہیر کی گئی۔ جلسہ گاہ کو خوبصورت طریق سے سجایا گیا۔

جلسہ کی کارروائی شام ۷½ بجے زیر صدارت مکرم پروفیسر ڈاکٹر عبدالباسط خان صاحب امیر جماعت احمدیہ صوبہ اڑیسہ شروع ہوئی۔ مکرم سید انوار الدین صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ سونگھڑہ نے ۔ تلاوت کے بعد متعلقہ حصہ کا اڑیہ ترجمہ سنایا۔ مکرم ڈاکٹر شمس الحق صاحب نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی اور بتایا کہ جماعت احمدیہ تمام مذاہب کے پیشوایان کی تکریم میں ایسے اجلاسات منعقد کرتی ہے۔ موجودہ صورت حال کے پیش نظر امام جماعت احمدیہ نے پیشوایان مذاہب کے جلسے منعقد کرنے کی پرزور تحریک کی ہے۔ چنانچہ تمام نمائندوں نے اپنے مذہب کی پاک تعلیمات پیش کرتے ہوئے قومی یکجہتی اور بانیان مذاہب کی عزت و احترام کی اپیل کی۔ مہمان خصوصی جناب پروفیسر کالندی چرن مہرا وزیر شکتی اڑیسہ جو کثیر مصروفیات کے باوجود جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ جو لوگ مذہب کے نام پر مذہبی عبادت گاہوں کو توڑتے ہیں وہ درحقیقت مذہب سے کوسوں دور ہیں۔ بدامنی پھیلانے والے ایسے شرپسندوں سے دور رہنا چاہیئے۔ جماعت احمدیہ کی طرح ہندو بھائی بھی ایسے جلسے کرائیں جو ملک و قوم کے لئے مفید ہوں بالآخر صدارتی تقریر کے بعد رات گیارہ بجے جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ جلسہ میں کثیر تعداد میں قریب کے دیہات سے ہندوؤں نے شرکت کی۔ اس موقعہ پر جناب ریوانڈ بہاری آف کٹک عیسائیوں کی طرف سے آچاریہ گوپال مہارانہ ہندوؤں کی طرف سے ون ورلڈ فاؤنڈیشن اڑیسہ کے برانچ کے نائب صدر جناب پروفیسر اسوتوش دیوتا اور مکرم مولوی شمس الحق صاحب معلم وقف جدید اپنے اپنے مذاہب کی نمائندگی میں سٹیج پر رونق افروز ہوئے۔

(سیف الدین نائب صدر سونگھڑہ)

درخواست ہائے دعا

- خاکسار کی والدہ محترمہ کی گھر میں پھسل کر گرنے کی وجہ سے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے مکمل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے (اعانت بدر ۲۵ روپے) (عبداللطیف عثمان آباد)
- محسن خان نواسہ مکرم عبدالکریم صاحب بٹ اپنی صحت یابی اور بیماری سے محفوظ رہنے کے لئے اور مودود احمد خان صاحب جرمنی اور خاکسار اپنی و اپنے بچوں کی صحت و سلامتی کی دعا کی درخواست کرتا ہے۔ (عطاء الٰہی خان قادیان)
- خاکسار اپنی و اپنے والد محترم جو شملہ میں کام کرتے ہیں کی صحت و سلامتی، دینی و دنیوی ترقیات کیلئے احباب کرام سے دعا کی درخواست کرتا ہے (اعانت بدر ۲۰۰ صدقہ فنڈ ۱۰۰/۳ روپے) (محمود احمد بٹ ولد غلام نبی صاحب بٹ ناصر آباد کشمیر)

خوش نصیبان: ابوطاہر منڈل، سید رسول نیاز، قمر الحق فدا، فخر احمد میمہ، محمد علی، میر احمد خان، ذوالفقار علی، انیس احمد، فتح احمد۔ امان علی۔

خلاصہ خطبہ عید الفطر (بقیہ صفحہ اوّل)

پھر فرمایا انسانی زندگی میں غم اور خوشی اس طرح پہلو بہ پہلو چلتے ہیں کہ کہیں غم غلبہ پالیتا ہے کہیں خوشی۔ لیکن دونوں انسانی زندگی کے ساتھ لازم وملزوم کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ زمانے کی بُنتی جیسے رات اور دن کے ساتھ کی گئی ہے ویسے ہی انسانی زندگی کی بُنتی غم اور خوشی دو دھاریوں کے ساتھ کی گئی ہے۔ حضور انور نے فرمایا جہاں تک غیر مومن انسانوں کا تعلق ہے نہ اُن کی خوشی ان کے قابو میں نہ اُن کے غم اُن کے قابو ہیں۔ وہ خوشی کے وقت غم والوں کو بھول جاتے ہیں۔ لیکن جہاں تک مومن کا تعلق ہے اس کو خوشی نہ تو غموں سے غافل کرتی ہے اور نہ غم والوں سے غافل کرتی ہے۔ اور نہ ہی خوشی کے دَور میں مومن کبھی یہ سمجھتا ہے کہ خوشی کا دَور اس کی اپنی محنت کے نتیجہ میں حاصل ہُوا ہے بلکہ کلیتہً ہر چیز کو اپنے ربّ اور مالک کی طرف لَوٹا دیتا ہے۔

حضور پُر نور نے فرمایا عید کا موقع بھی ایک ایسا موقع ہے جب کہ بعض ہم میں سے ایسے ہیں جو غم کی حالت میں عید میں داخل ہو رہے ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں کہ اُن کے غم پیچھے رہ گئے ہیں اور انہیں پتہ نہیں کہ وہ کب آئیں۔ وہ جو مومن ہیں اگر غم کی حالت میں عید میں داخل ہوتے ہیں تب بھی عید مناتے ہیں۔ اور مومن خدا کی خاطر ہی اس وقت بھی عید مناتے ہیں جبکہ وہ غموں سے دُور ہو جاتے ہیں۔ اس دَور میں ایک واضح مثال ہمارے سامنے ہمارے بوسنین بھائیوں کی ہے۔ اور اسی طرح دُکھوں میں مبتلا اُن بے شمار مُسلمانوں کی جو مختلف ملکوں میں مظالم کی چکی میں پیسے جا رہے ہیں۔ بوسنیا کے مسلمانوں کا جو حال ہے مؤرخین بتاتے ہیں کہ تاریخ میں شاذ ونادر ہی کبھی کسی قوم کو ایسے مظالم کا نشانہ بنایا گیا ہے جس طرح آج بوسنین مسلمانوں کو مظالم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ لیکن وہ بھی اس عید میں ہمارے ساتھ داخل ہوئے ہیں۔ اُن کو بھی یہی حکم ہے کہ تم بھی خوشی مناؤ۔ کیونکہ یہ دن مسلمانوں کی خاطر خوشی کیلئے بنایا گیا ہے۔ اور جو لوگ بظاہر غم میں ہیں اگر وہ خدا کی خاطر خوش ہوں گے خواہ بناوٹ سے خوش ہوں۔ اُن کی خوشیاں دائمی بنا دی جاتی ہیں۔ لیکن یہ خوشی کیسے نصیب ہوتی ہے اس کے متعلق اس آیتِ قرآنی میں ذکر ہے جس کی تلاوت اس خُطبہ کے شروع میں مَیں نے کی ہے۔

اللہ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا ربّ ہے اور اس کے نتیجہ میں اُن کو طرح طرح کی تکالیف پہنچائی جاتی ہیں اور دُنیا کہتی ہے خُدا تمہارا ربّ نہیں ہم ربّ ہیں لیکن وہ ثابت قدم رہتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا اللہ نے مجھے اس آیت کے ایک نئے معنی سمجھائے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا ربّ ہے اور پھر اس کے نتیجے میں اُن کو استقامت ملتی ہے۔ یعنی ربّ سے تعلق جوڑنے کے نتیجہ میں اُن کو لازماً استقامت عطا ہوتی ہے۔ پھر اُن کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فرشتوں کی طاقت ہوتی ہے اور وہ اُن کی تائید کے لئے ظاہر ہوتے ہیں اور خدا کی طرف سے اُن کو یہ پیغام پہنچاتے ہیں کہ اب خوف نہ کرو۔ اب غم نہ کرو۔ اللہ تمہیں تمہاری کھوئی ہوئی چیزوں کا بدلہ دے گا۔ اور تمہیں ہم اس جنّت کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا وعدہ تم سے کیا گیا ہے۔ آگے اس اشتباہ کا ازالہ کیا کہ یہ وعدہ صرف جنّت کا نہیں بلکہ اِس دُنیا میں بھی ہم تمہارے دوست ہیں اور اُس دُنیا میں بھی تمہارے دوست رہیں گے۔ پس جو کچھ تم چاہتے ہو تمہیں عطا کیا جائے گا۔ یہ تمہارے غفور ورحیم خدا کی طرف سے مہمانی ہے۔ مہمان کا مضمون صاف بتا رہا ہے کہ کچھ لوگ دُنیا سے ڈر کر بھاگ کر خدا کی گود میں آ بیٹھے ہیں۔

پس مَیں اپنے مظلوم بوسنیائی بھائیوں اور بہنوں کو خصوصیت کے ساتھ اور اُن تمام مظلوموں کو خواہ دنیا کی کسی قوم سے تعلق رکھتے ہوں خواہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم ہوں یہ خبر دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ سب کے لئے موجود ہے۔ خدا کا دامن سب کے لئے کھلا ہے۔ خواہ انسان کسی دین پر بھی ہو، اگر وہ مظالم کے وقت میں اللہ کو اپنا ربّ بنا لیتا ہے تو اس کے نتیجے میں اُسے ایمان کا ایک اعلیٰ درجہ نصیب ہوتا ہے اور جب وہ خدا کی خاطر استقامت دکھاتا ہے تو حُسنِ عمل کی توفیق ملتی ہے۔

حضور انور ایدہُ اللہ تعالیٰ نے احبابِ جماعت کو فرمایا کہ اپنے مظلوم بوسنین مسلمان بھائیوں کی بے لوث خدمت کریں اور اس بات کی قطعاً پرواہ نہ کریں کہ سعودی عرب، یا اُن کے چیلے چانٹوں کی طرف سے بوسنین کو ہمارے خلاف اُکسایا جا رہا ہے۔ اور ہمیں جادوگر وغیرہ کہا جا رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کفارِ مکہ جادوگر کہا کرتے تھے۔ ۴ (آگے دیکھئے کالم نمبر ۳، ۴ نیچے)

(آگے دیکھئے کالم نمبر ۳، ۴ نیچے)

خطبہ جمعہ ۔ بقیہ صفحہ (۸)

ایسی حالت میں کہ تو بھی راضی ہے اور مَیں بھی تجھ سے راضی ہوں۔ دونوں راضی ہیں۔ تُو راضی بھی ہے اور مرضیہ بھی ہے یعنی میری رضا کو پانے والا ہے۔ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ۔ پس آ اور میرے بندوں میں داخل ہو جا۔ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ اور میری جنّت میں داخل ہو جا۔ یعنی وہ جنّت جو خاص میرے بندوں کے لئے بنائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُن لوگوں میں داخل فرمائے جن کے ایسے پیارے اور نیک انجام کی خبر دی گئی ہے۔

نوٹ:- مکرم منیر احمد صاحب جاوید دفتر P.S. لنڈن کا مرتب کردہ مندرجہ بالا خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

مُوصی صاحبان متوجّہ ہوں

حصّہ آمد موصی صاحبان نے جس اعلیٰ قربانی کا اقرار کیا ہے یعنی یہ کہ وہ اپنی آمد کا کم از کم ۱/۱۰ حصہ اشاعتِ دین کے لئے ادا کریں گے اس میں کوتاہی نہیں ہونی چاہیئے۔ ماہ بماہ ادائیگی ہونی ضروری ہے۔ ورنہ بقایا بڑھ جانے پر ادائیگی مشکل ہو جاتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: —— "جو مُوصی وصیت کا چندہ واجب ہونے کے چھ ماہ تک وصیت کا چندہ ادا نہیں کرتا اس کی وصیت منسُوخ کی جائے"۔

اِس لئے کسی صُورت میں بھی چھ ماہ سے زائد کا عرصہ بقایا دار نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر خدانخواستہ کسی مجبوری سے بقایا ہو جائے تو اوّلین فرصت میں اس کے قسطوار ادا کرنے کے لئے مقامی مجلس عاملہ کی سفارش کے ساتھ مجلس کارپرداز سے اجازت لینی چاہیئے۔ چھ ماہ یا اس سے زائد عرصہ کے بقایا کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے اگر دفتر کی طرف سے وصیت منسوخ کی جائے تو اس کی وصیت کی بحالی تب ہو سکتی ہے جب گزشتہ بقایا بھی ادا ہو۔ اور درمیانی عرصہ کی آمد پر بھی حصّہ آمد ۱/۱۰ ادا ہو جائے —— اگر موصی اپنی مجبُوری کے ماتحت خود درخواست دے کر وصیت منسوخ کرائے تو بحالی کے وقت اُسے صرف گزشتہ بقایا ادا کرنا پڑتا ہے۔ ہاں یہ شرط بہر حال ہوتی ہے کہ درمیانی عرصہ میں موصی چندہ عام ادا کرتا رہا ہو۔

حصّہ جائیداد جن مخلصینِ جماعت نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائم فرمودہ نظامِ وصیت میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کرکے اللہ تعالیٰ کے حضور قربانیاں کرنے کا عہد کیا ہے، وصیت کے مطابق انہیں اپنا حصہ جائیداد تو ضرور ادا کرنا ہے۔ لیکن مُوصی حضرات کیلئے یہی مناسب ہے کہ اپنی زندگی میں ہی جلد از جلد اس عہد کو پورا کرتے ہوئے حصہ جائیداد ادا کرکے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سُرخرو ہو جائیں۔ کیونکہ بعض اوقات ورثاء موصی کی وصیت کے مطابق حصہ جائیداد کی ادائیگی میں تاخیر کرتے ہیں یا حصہ جائیداد کی ادائیگی نہیں کرتے اور یہ امر موصی کے بہشتی مقبرہ میں دفن کئے جانے اور تابوت کو قادیان لانے کی اجازت دیئے جانے یا موصی کا یادگاری کتبہ بہشتی مقبرہ قادیان میں لگائے جانے میں مانع ہو جاتا ہے۔

اِس لئے موصی حضرات سے گزارش ہے کہ وہ اپنی وصیت کا حصہ جائیداد اپنی زندگی میں ہی جلد از جلد ادا کر دینے کی کوشش فرمادیں۔ تاکہ بوقتِ وفات موصی کی وصیت کا حساب صاف رہے۔ اسی طرح جن موصی حضرات کی وصیت سالہا سال قبل کی ہے اور وصیت کئے ہوئے عرصہ دراز ہو گیا ہے انہوں نے جو جائیداد بوقتِ وصیت اپنے وصیت فارم میں درج کی تھی اگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے وصیت کے بعد اُن کی جائیداد میں اضافہ ہُوا ہو تو انہیں چاہیئے کہ اب اپنی موجودہ جائیداد کو بھی شمار کرکے حصہ جائیداد ادا کریں۔ اور جائیداد میں جو اضافہ ہُوا ہو اس کی تفصیل سے دفتر بہشتی مقبرہ کو بھی اطلاع دیں —— موصی اپنی زندگی میں اپنی کُل جائیداد یا اس کے کسی حصّہ کی سب ضابطہ تشخیص کرا کے حصہ جائیداد کی یکمشت یا بالاقساط دو سال کے اندر اندر ادا کر سکتا ہے۔ دو سال کے بعد ادائیگی نہ ہونے کی صُورت میں دوبارہ از سرِ نو جائیداد کی تشخیص کرانی ہوگی۔ ضروری ہوگا کہ تشخیص جائیداد کی درخواست میں دفتری ریکارڈ کی خاطر اپنی کُل موجود الوقت جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کا تفصیلاً مع ان کی اندازاً قیمتوں کے ذکر کرے۔ اگر جائیداد کے کسی جزو کی تشخیص کرانی مطلوب ہو تو اس کو معین کرنا ضروری ہوگا۔

(سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

۴ لیکن ایک روز وہی جادو جو اخلاق اور رُوحانیت کا جادو تھا تمام عرب، دُنیا پر چل گیا۔ اللہ تعالیٰ یہ عید تمام بنی نوعِ انسان کے لئے مبارک کرے۔ آمین ☆

مالی سال کا اختتام

اُمراء و صدر صاحبان و عہدیداران مال کی خدمت میں ضروری گزارش

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا مالی سال ۳۰ جون ۱۹۹۳ء کو ختم ہو رہا ہے۔ الحمد للہ بعض جماعتوں کی وصولی کی رفتار تسلی بخش ہے۔ لیکن اکثر جماعتوں کی طرف سے ابھی تک لازمی چندہ جات، حصہ آمد، چندہ عام اور جلسہ سالانہ کی خطیر رقوم قابلِ ادا ہیں۔ ہر جماعت میں عہدیدارانِ جماعت چندہ جات کی وصولی کے لئے احباب جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاءِ کرام کے ارشادات سے آگاہ کرتے ہوئے پیار اور محبت سے باشرح چندہ ادا کرنے کی طرف توجہ دلائیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مالی قربانی کرنے والے مخلصینِ جماعت کے بارہ میں فرماتے ہیں:-

"اگر کوئی تم میں خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا میں یقین رکھتا ہوں کہ اُس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا تعالیٰ کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ اُسے ضرور پائے گا"۔ (ملفوظات جلد دہم ص۱۲۹)

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ احباب جماعت کو سابقہ بقایا جات نیز سالِ رواں کا باشرح چندہ ادا کرنے کی توفیق عطا کرے۔ (آمین)

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

آل بنگال و آسام سالانہ اجتماعات و کانفرنس کا انعقاد

جملہ بنگال و آسام کی جماعتوں کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مجالس انصار اللہ، خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ کے سالانہ اجتماعات مورخہ ۱۲-۱۳-۱۴ جون ۱۹۹۳ء بمقام بھگوان گولہ منعقد ہوں گے۔ جس میں علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوں گے نیز عظیم الشان سالانہ کانفرنس بھی منعقد ہوگی۔ انشاء اللہ۔

احباب کرام سے درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں ان اجتماعات و کانفرنس میں شرکت فرمائیں۔

حمید الدین شمس مشنری انچارج
205 - نیو پارک سٹریٹ - کلکتہ - 1700017

منظوری امیر صوبائی یو۔پی

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت مکرم انوار محمد صاحب احمدی آف راٹھ کو جماعت ہائے احمدیہ یو۔پی کا صوبائی امیر مقرر فرمایا ہے۔ جملہ احباب جماعت احمدیہ یو۔پی سے درخواست ہے کہ موصوف کے ساتھ کما حقہ، تعاون فرمائیں اور دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو بہتر رنگ میں مقبول خدمتِ سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔

ناظر اعلیٰ قادیان

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
PHONE :- 04524 — 649.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
لُہرا جیولرز
M/S PARVESH KUMAR S/O SH. GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN-143516

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دُعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔ (ترمذی)
C.K.ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM-679339.
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS – EXPORTERS – IMPORTERS
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP
OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES
AND SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS } 4378/4 B. MURARI LAL LANE ANSARI ROAD, NEW DELHI-110002 (INDIA)
PHONES :- 011-3263992, 011-3282643.
FAX :- 91-11-3755121, SHELKA NEW DELHI.

SUPER INTERNATIONAL
PHONES :- OFFI.- 6378622 RESI.- 6233389
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCEITY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD,
(ANDHERI EAST) BOMBAY-800099.

ارشادِ نبویؐ
اَرْشِدُوْا اَخَاكُمْ
(اپنے بھائی کو ہدایت کرو)
— (منجانب) —
یکے از اراکین جماعتِ احمدیہ بمبئی

طالبانِ دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶ میگنو لین کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔"
— (کشتی نوح) —
NIR
Starline
پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل تیز ربر پلاسٹک اور کینوس کے جوتے۔
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA-700015.

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
— (پیشکش) —
بانی پولیمرز۔ کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶
فون نمبرز:-
43-4028-5137-5206